لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین

الہلال

تار کا پتہ
" الہلال کلکتہ "
ٹیلیفون نمبر ۶۴۸

Telegraphic Address,
" Alhilal CALCUTTA "
Telephone, No. 648

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

میر مسئول و خصوصی
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

نمبر ۲۴ | کلکتہ: چہارشنبہ ۲۲ رجب ۳۲۲ ہجری | ۱ جلد ٤

Calcutta: Wednesday, June, 17. 1914.

AL - HILAL
Proprietor & Chief Editor.
Abul Kalam Azad
14 MCLeod Street.
CALCUTTA.
Yearly Subscription Rs. 8
Half yearly „ 4-12

الہلال

مدیر مسؤل و رئیس قلم و تحریر
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی
مقام اشاعت
۱۴ — مکلوڈ اسٹریٹ
کلکتہ
ٹیلی فون نمبر ۶۴۸
سالانہ — ۸ — روپیہ
ششماہی — ۴ — ۱۲ — آنہ

نمبر ۲۴ کلکتہ: چہار شنبہ ۲۲ رجب ۱۳۳۲ ہجری جلد ٤
Calcutta: Wednesday, June, 17. 1914

الاسبوع

" مسئلۂ ندوہ " کے متعلق بعض بزرگوں نے ہمیں لکھا ہے کہ الہلال کیوں خاموش ہے ؟ کیا مقصود اصلی حاصل ہو گیا ؟

جواباً گذارش ہے کہ مقصود اصلی تو حاصل نہیں ہوا لیکن حصول مقصد کا جو عملی وسیلہ ہو سکتا تھا اور جو اس درجہ ضروری تھا کہ اسکی تلاش بھی کم از تلاش مقصد حقیقی نہ تھی' الحمد للہ کہ وہ حاصل ہو گیا ہے - ۱۰ مئی کو مسلمانوں کی ایک ایسی عظیم الشان جماعت نے جو ہندوستان میں کسی اہم مسئلہ کیلیے یکجا ہو سکتی ہے' ۹ - آدمیوں کی ایک کمیٹی منتخب کر لی ہے -

الہلال کا مقصد حصول نتائج ہے نہ کہ محض تسلسل مباحث و ہنگامۂ تحریر و نگارش - ایک با قاعدہ اور معتمد کمیٹی کے قائم ہوجانے کے بعد ہم نے یہی مناسب سمجھا کہ اب اسکے نتائج کا انتظار کریں' اور دیکھیں کہ کیا صورت حال پیش آتی ہے ؟

دو ہی صورتیں ہیں جو ہمارے سامنے ہیں:

یا تو حضرات ندوہ اصلاحی کمیٹی کا ساتھہ دینے کیلیے طیار ہوجائینگے اور اسکے کاموں میں حارج نہونگے' یا (خدا نخواستہ) بعض نا سمجھہ اور نادان لوگوں کے طفلانہ خیالات سے مدد لیکر کوشش کرینگے کہ اپنے استبداد اور شخصیت کے آگے جماعت کی خواہشوں کو کوئی چیز نہ سمجھیں -

پہلی صورت میں انشاء اللہ مقصود اصلاح حاصل ہے اور کچھہ ضرورت نہیں کہ جو کام ایک کمیٹی کے ہاتھہ میں دیدیا گیا ہے وہ اخبار کے صفحوں پر لایا جاے -

لیکن اگر خدا نخواستہ دوسری صورت پیش آئی تو پھر مجبوراً ہم سب کا فرض ہوگا کہ " مسئلۂ اصلاح ندوہ " کی طرف پہلے سے بھی زیادہ متوجہ ہوں' اور جو لوگ نادانی سے سمجھتے ہیں کہ ایک ایسی عظیم الشان جماعت کی منتخب کردہ کمیٹی کی قوت سے بآسانی انکار کردیا جاسکتا ہے' اُنہیں بتلا دیں کہ مثل اور بہت سی پچھلی رایوں کے اُنکی یہ راے بھی صحیح نہیں ہے' اور ایک ایسی امید کو اپنے دماغ میں جگہ دینا ہے جس کا نتیجہ نامرادی کے سوا اور کچھہ نہ ہوگا -

ایسا کرنا نہ صرف اصلاح ندوہ ہی کیلیے ناگزیر ہوگا بلکہ اسلیے بھی کہ بہتر سے بہتر قومی اجتماع اور بڑا سے بڑا جلسہ جو کسی قومی مسئلہ کیلیے منعقد ہوسکتا ہے' وہ وہی تھا جو ۱۰ مئی کو دہلی میں منعقد ہوا - پس ہر اُس شخص کا جو ہندوستان میں کام کرنا چاہتا ہے اور اپنے صدہا سیاسی و غیر سیاسی مقاصد کو محبوب رکھتا ہے' فرض ہے کہ جماعت کی قوت کے تحفظ اور عام راے کے احترام کے بقا کیلیے اس جلسہ کی واقعی ہستی و رفعت کو ہر حال میں قائم رکھے' اور ایک لمحہ کیلیے بھی ان لوگوں کی مہلک کوششوں کو کامیاب ہونے نہ دے جو محض اپنے وقتی اور شخصی منافع کیلیے آمادہ ہوگئے ہیں کہ کسی طرح اس جلسہ کی قوت سے انکار کردیں' اور اس طرح مسلمانوں کو انکے اعمال حیات کے سب سے بڑے آلہ سے محروم کردیں

پس ہم انتظار کر رہے ہیں کہ اصلاحی کمیٹی کو حضرات ندوہ کی جانب سے قطعی جواب کیا ملتا ہے ؟ اسکے بعد اپنی راہ اختیار کرینگے -

ہم نے سنا ہے کہ طرح طرح کی کوششیں کی جا رہی ہیں کہ کسی طرح سعی اصلاح و اصلاح سے پہلے ریاست بھوپال اور ریاست رامپور کے ملتوی شدہ وظائف کھل جائیں - سنا ہے کہ اس غرض سے بعض لوگ بھوپال جائینگے -

لیکن ہم نہیں سمجھتے کہ جن لوگوں نے ۱۰ مئی کے عام قومی فیصلہ کا ساتھہ دینے اور اسکی مخالفت کے خیال خام سے باز آجانے کا ابتک اعلان نہیں کیا' انہیں کیا حق ہے کہ وہ اُن اعانات کے لیے دست طلب بڑھائیں جو " تا وقت اصلاح " کی شرط کے ساتھہ ملتوی کر دی گئی ہیں !

بالاخر ۱۲ - جون کو " زمیندار لاہور " کی اپیل چیف کورٹ لاہور میں پیش ہوئی - گورنمنٹ کی جانب سے مسٹر پٹ مین اور اپیلنٹ کی جانب سے مسٹر فضل حسین بیرسٹر اٹ لا موجود تھے -

اس مقدمہ کیلیے انتظام کیا گیا تھا کہ مشہور مسٹر نارٹن کی خدمات حاصل کی جائیں - خود مسٹر موصوف کو بھی اس مقدمہ سے اسقدر دلچسپی تھی کہ وہ نہایت شوق سے لاہور جانے کیلیے مستعد تھے

لیکن افسوس ہے کہ وقت پر اطلاع نہیں دیگئی' اور ۱۵ - جون تک کیلیے وہ ایک دوسرے بڑے مقدمے کے واسطے روک لیے گئے

کار روائی دو دن تک جاری رہی - اُن تمام مضامین کے دفعہ وار اعتراض حصوں پر بحث ہوئی جو دوسری ضمانت اور آخری ضبطی کا موجب قرار دیے گئے ہیں - ضمناً یہ مسئلہ بھی چھڑ گیا کہ " گورنمنٹ " کا مفہوم حقیقی کیا ہے ؟ وہ حکام و اشخاص جو ہمیشہ بدلتے رہتے ہیں' یا کوئی اور شے جو ایک بالاتر نظامی قوت ہے ؟

مسٹر فضل حسین نے بمبئی لا رپورٹ سے ایک مقدمہ کا فیصلہ سنایا جسمیں لکھا ہے کہ " گورنمنٹ کے خاص خاص افراد کے متعلق نفرت پھیلانا خود گورنمنٹ کے خلاف نفرت پھیلانا نہیں ہے' کیونکہ افراد آتے جاتے رہتے ہیں' مگر گورنمنٹ ہمیشہ مستقل رہتی ہے "

فیصلہ ابھی محفوظ ہے - ہم آیندہ اشاعت میں تفصیلی طور پر لکھینگے -

شذرات

دولۃ علیہ اور یونان

جنگ کے آثار و علائم

صدیوں کی اسلامی آبادیاں لٹ گئیں، ظلم و غارت اور وحشت و سفاکی کا نشانہ بنیں، لاکھوں مسلمان بے سروسامانی کے ساتھہ ترک وطن پر مجبور ہوے، ریاست ہاے بلقان و یونان کی فوجی و غیر فوجی جماعتوں نے انکے ساتھہ جو کچھہ سلوک کیا، وہ تمام عالم کو معلوم ہے، اور اسکو ایک بار آوریاد کرلینے کیلیے سینٹ پیٹرس برگ کے نیم سرکاری اخبار "نووی ریمیا" کے نامہ نگار موسیو [illegible] کا یہ بیان کافی ہوگا:

" آجتک کسی وحشی سے وحشی ملک و قوم نے بھی اپنے بے بس اور مظلوم محکوموں کو اس تباہی و بربادی اور وحشت و سفاکی کے ساتھہ ترک وطن پر مجبور نہ کیا ہوگا، جسطرح ہزاروں فاقہ مست مسلمان عورتیں اپنے شیر خوار بچوں کو گود میں لیے ہوئیں اور چھوٹے چھوٹے بچوں کی انگلیاں پکڑے ہوئیں، ناگہانی فرار پر مجبور کی گئیں، اور جتنا وجود فی الحقیقت انسان کی مصیبت حیات کا ایک درد انگیز ترین نمونہ ہے - وہ ان مصائب میں گرفتار ہو چکی ہیں جن سے زیادہ تلخی موت میں بھی نہوگی، تاہم موت سے بچنے کے لیے نئی زمینوں کی تلاش کر رہی ہیں ! "

یہ سب کچھہ ہوا اور ہو رہا ہے، مگر نہ تو " انسانی مصیبت " کے مفہوم کا اس تمام عرصۂ وحشت و سفاکی میں خود یونان کو احساس ہوا، اور نہ یورپ کی دارالحکومتوں ہی میں اسے چنداں اہمیت دی گئی -

لیکن اب جبکہ اس قومی ہجرت اور ترک وطن کا ایک ضعیف سا سبق یونان کو دیا گیا اور تھریس و ایشیاے کوچک سے یونانی نکلنے پر مجبور ہوے، تو یکا یک دنیا کا گم کشتہ " اخلاق " پھر نمودار ہو گیا - " انسانیۃ " اور " انصاف و عدالۃ " کے فراموش شدہ الفاظ جنکے معانی کے سمجھنے کی ایتھنس کا لندن و پیرس میں کبھی کوشش نہیں کی گئی تھی، یکایک یونان کو یاد آگئے، اور " ظلم و سفاکی " کا مرثیہ جسکے غم آلود ترانوں کیلیے سرزمین مغرب میں دل تک ایک ناتمام آہ بھی نہ تھی، اب اس [illegible] سے شروع ہوگیا کہ عجب نہیں، یورپ کی وزارت خارجیہ کی [illegible] مجلسیں صف ماتم بچھا دیں، اور ہر [illegible] سے آہ و بکا [illegible] بلند ہوجائیں !

شاید آجتک دنیا کی [illegible]

[illegible] کوئی نہ کیا ہوگا [illegible]

سوانح مظلمہ و حوادث البمہ کا یونان، اپنے [illegible]

۱۳ - جون کو یونانی چیمبر میں اعلان کیا گیا ہے : " [illegible] اور جبر کے ساتھہ یونانیوں کو انکے گھروں سے نکال رہے ہیں اسکی نظیر تاریخ میں نہیں ملیگی - انکا ارادہ ہے کہ وہ [illegible] جو ایک [illegible] درازسے وہاں بستی آئی ہے، یکایک نکال باہر کی جاے " !

الله الله، یونان کی زبان بھی اب "تشدد اور جبر" کے لفظ سے آشنا ہوگئی، اور اُسے بھی ایسے مظالم کی شکایت ہے جسکی " نظیر تاریخ میں نہیں ملیگی " ؟

ویل للمطففین الذین اذا اکتالوا علی الناس یستوفون ؛ و اذا کالوهم او وزنوهم یخسرون ا الا یظن اولائک انهم مبعوثون لیوم عظیم ؟ (۸۳ : ۱)

کیا ہی تباہی و بربادی ہے ان لوگوں کیلیے جو لوگوں سے اپنے لیے لیتے ہیں تو پورا پورا ناپ کر لیتے ہیں، لیکن دینے کا وقت آتا ہے تو چاہتے ہیں کہ کم کرکے دیں ! افسوس ! کیا انہیں اس بات کا کچھہ خیال نہیں کہ ایک بڑا ہی سخت دن آنے والا ہے، اور اسمیں جواب دہی کیلیے کھڑا ہونا پڑیگا ؟

مسیحی دنیا نے اگر صداقت اور راست بازی میں تمدن و علوم کی طرح اتنی ترقی نہیں کی ہے کہ مسلمان و مومن بن جاے، تو کاش وہ مسیح ہی کی سچی پیرو ہوجاتی جسکا مقدس قول مَتّی نے ہمیں سنایا ہے : " تو اپنے بھائی کے ساتھہ وہی کر جو تو چاہتا ہے کہ وہ تیرے ساتھہ کرے " !

۱۲ - سے ۱۴ - تک کی تار برقیوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حکومت یونان یونانیوں کی جلا وطنی کے واقعہ کو نہایت رنگ آمیزی کے ساتھہ شائع کر رہی ہے - چھہ جہاز یونانی جلا وطنوں کو جزائر ایجین میں پہنچا رہے ہیں - بیس ہزار سے زیادہ ایشیاے کوچک سے ایران چلے آئے ہیں - پچاس ہزار کے قریب وسط ایشیا کے سواحل پر آمادۂ سفر ہیں -

لیکن جو تار ۱۲ کو قسطنطنیہ سے آیا ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یونانی اظہارات کو باب عالی کے اندر چنداں اہمیت نہیں دی گئی - طلعت بے نے اعلان کیا ہے کہ بلا شبہ ایوالی میں بعض ترک افسروں سے کچھہ زیادتی ہوئی تھی لیکن انہیں موقوف کردیا گیا - باقی تشدد اور سختی کے جو اظہارات ایتھنس سے کیے جا رہے ہیں، وہ مبالغہ آمیز ہیں !

۱۴ - کا تار ہے کہ یونان کے سفیر نے باب عالی میں ایک نوٹ پیش کیا ہے جسمیں لکھا ہے کہ اگر تشدد کا انسداد نہوا تو اسکے نتایج کے ہم ذمہ دار نہیں !

یونانی وزیر اعظم نے تقریر کرتے ہوے کہا کہ اگر حالات میں تبدیلی نہ ہوئی تو یونان فقط زبانی ہی پر اکتفا نہیں کریگا !

[illegible] ترکی اور یونان کے ایک قریبی جنگ کا جو ظن غالب تمام یورپ میں کیا جا رہا تھا، یقین کیا جاتا ہے کہ اسکے سریع النتائج آثار [illegible] ہیں، اور جونہی دولت عثمانیہ کے آخری جنگی جہاز [illegible] میں پہنچ جائیں گے، اعلان جنگ ہو جائیگا

اصل یہ ہے کہ جس دن سے پرنس سعید حلیم کی وزارت نے اپنے تعجب انگیز اور محیر العقول عسکری انتظامات اور فوجی اصلاحات شروع کی ہیں، اور پھر جس دن سے انور پاشا کی وزارت جنگ کا اعلان ہوا، اُسی وقت سے یہ امر قطعی سمجھہ لیا گیا تھا کہ ان طیاریوں کا مقصود سمیٹا کوئی قریبی جنگ ہے [illegible] اعلان کردیا ہے کہ حکومت کی پہلی [illegible] ایک تربیہ اور میدان جنگ میں [illegible] بحری [illegible] سے ایک فیصلہ کن مقابلہ کرلے : وما تشاؤن الا ان یشاء الله ، ان الله کان علیما حکیما

مسئلۂ مساجد و قبور لشکر پور

بنگال مسلم لیگ

پرسوں شب کو مسلم لیگ بنگال کا ایک جلسہ منعقد ہوا ' اور اسمیں یہ مسئلہ باقاعدہ پیش ہوا کہ ۵ - جون کے جلسے کی جو فرضی اور مصنوعی کارروائی اخبارات میں بذریعۂ تار بھیجی گئی ہے وہ کیوں بھیجی گئی اور کس نے بھیجی ؟

سکریٹری صاحب نے بیان کیا کہ انھیں اس تار کی کوئی خبر نہیں اور نہ کسی دوسرے ذمہ دار شخص نے لیگ کے دفتر سے بھیجا ہے !

بہر حال ایک با قاعدہ تجویز اسکے متعلق منظور ہوگئی ' اور قرار پایا کہ سکریٹری اسکی تغلیط اخبارات میں بھیجدیں -

جب اس تار کے مضمون کی مصنوعیت و کذب بیانی تسلیم کرلی گئی ' تو اب ھمیں اس سے کچھہ بحث نہیں کہ وہ تار کس نے بھیجا اور کیوں بھیجا ؟

مسئلۂ مساجد کی موجودہ حالت یہ ہے کہ ابتک کوئی با قاعدہ جواب ہز اکسلنسی کی جانب سے نہیں آیا ہے - غالباً جولائی کے پہلے ہفتہ میں کلکتہ تشریف لائینگے - یہ بالکل آخری فرصت ہے جو انکے سامنے ہے - امید ہے کہ وہ اپنی مشہور دانشمندی کا اس موقع پر بھی ایک یادگار نمونہ پیش کرینگے اور لیگ اور انجمن دفاع کے قائم مقاموں سے ملکر مسلمانوں کو انکی سب سے بڑی بیچینی کی طرف سے اطمینان دلا دیں گے -

مسلم یونیورسٹی

ایسو سی ایشن کے متعلق گذشتہ اشاعت میں ہم نے خواهش کی تھی کہ صدر دفتر ۱۵ - جون کی جگہ کوئی دوسری تاریخ مقرر کردے تاکہ کافی لوگوں کو شریک کار ہونے کا موقعہ ملے - ہم نہایت خوش ہیں کہ اس سے قبل ہی مسٹر محمد علی کی درخواست پر ایک ماہ کی مہلت اور بڑھا دی گئی ہے ' اور اب آخری تاریخ الکٹوریٹ کے درج رجسٹر ہونے کی ۱۵ - جون کی جگہ ۱۵ - جولائی قرار پائی ہے - ہم سکریٹری کمیٹی کی اس فراخ دلی اور قابل تعریف مستعدی کے شکر گذار ہیں ' اور سمجھتے ہیں کہ انھوں نے اپنا انتہائی فرض ادا کر دیا - اب عام تعلیم یافتہ حضرات اور زمینداران و ٹیکس ادا کنندگاں کا فرض ہے کہ اس مہلت سے پورا پورا فائدہ اٹھائیں اور فیس داخلہ و سال اول بھیجکر بکثرت شریک کار ہوں -

ممکن ہے کہ بعض اصحاب کو خیال ہو کہ فیس کی بھی قید لگا دی گئی ہے - لیکن ایسا خیال کرنا بڑی ہی چھوٹے درجہ کی بات ہوگی - ان طبقوں کے حضرات کو ایسے منسوبات سے بھی اپنے تئیں محفوظ رکھنا چاهیے - دس روپیہ سالانہ کوئی ایسی بڑی رقم نہیں جو ٹیکس پیرز اور زمینداروں کیلیے قابل ذکر ہو -

ادنی قسم کا ہوانا سگار بھی دس روپیہ سیکڑہ سے کم میں نہیں آتا - کتنے ہی ارباب استطاعت ہیں جو ہر ماہ دو چار ڈبے ضرور ہی سگار کے پھونک ڈالتے ہونگے - یہی سمجھہ لیں کہ سال میں ایک سو سگار کم پیے !

کرانچی بائسکوپ کمپنی

بعد کی خبروں سے معلوم ہوا کہ کرانچی کی جس سینی میٹوگراف کمپنی نے " عظیم " نامی قصے کی فلم دکھلا کر اسلام و پیروان اسلام کی دلازاری کی ایک نہایت شرمناک کوشش کی ہے ' اسکے مینجنگ ڈائرکٹر کا نام مسٹر گرین فیلڈ ہے -

بعض واقعات جو مقامی اینگلو انڈین معاصر میں شائع ہوے ہیں ' انسے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک نہایت سرکش اور مغرور آدمی ہے ' اور نہایت بے پرواهی سے کہتا ہے کہ جن لوگوں کو میرے تماشے سے دکھہ پہنچتا ہو ' وہ تماشہ گاہ سے نکل جائیں - ہم نے یہ پڑھکر کہا کہ سچ ہے جس قوم کو اسکی قسمت نے اپنے تخت اقبال و عزت کے چھوڑنے پر مجبور کیا ہو ' اسکے لیے اس شریر منیجر کا یہ کہنا بالکل ٹھیک ہے کہ میرے تماشہ گاہ کو چھوڑ دو - اصل میں یہ سب باتیں قومی ذلت و ادبار کا نتیجہ ہیں جو قوم ذلیل سمجھہ لی جاتی ہے ' اسکے مساکط قوم کا ہر ادنی سے ادنی فرد بھی ذلیل و حقیر سمجھتا ہے - اسکی کوئی هستی ہی تسلیم نہیں کی جاتی - جذبات و معتقدات کا پاس کرنا تو بڑی بات ہے :

جرم مست پیش تو گر قدر من کم ست
خود کردہ ام پسند خریدار خویش را !

یہ واقعہ کوئی تازہ واقعہ نہیں ہے - غالباً سنہ ۱۸۸۰ میں ایک تھیٹریکل کمپنی نے کسی مشنیری شخص سے ایک ڈراما لکھوایا تھا ' اور اسمیں واقعۂ افک کی بنا پر ایک ابلیسانہ تہمت تراشی کی گئی تھی - اسی طرح گذشتہ سال دھلی میں بھی ایک کمپنی نے حضرۃ اسماعیل (ع) کے متعلق ایک فرضی قصہ کی فلم منگوائی اور پبلک میں اس سے سخت جوش پھیل گیا - قانون موجود ہے جو کہتا ہے کہ ہر مذهب کے جذبات کا پاس و لحاظ رہے - پینل کوڈ بھی ہے جسکی دفعہ ۱۵۱ ' ۱۵۲ ' اور ۲۹۸ کہتی ہے کہ کوئی فرقہ کسی دوسرے فرقے کی مذهبی توهین نہ کرے اور قوموں کو باهم اشتعال نہ دلایا جاے - بے طرفدار حکومت بھی اپنے دبدبۂ و سطوت کے ساتھہ قائم ہے اور اسکے اصول حکومت کی پہلی سطر یہ ہے کہ کسی مذهب کی تحقیر و تذلیل نہو - یہ سب کچھہ ہے ' تاهم اسکو کیا کیجیے کہ ان میں سے ہر شے بیکار ہے جب تک اس سے کام لینے والے بھی اپنے اندر قوت نہ رکھتے ہوں - قومی ذلت و ادبار ایک ایسا زخم ہے جسکے لیے کوئی مرهم مفید نہیں ہوسکتا - قوت ہو تو پھر قانون کی بھی ضرورت نہیں - یہ روح حیات نہیں تو تمام چیزیں بیکار ہیں - مردہ لاش سامنے پڑی ہو تو مغرور اور سرشار نخوت قدموں کو ٹھکرانے سے کون روک سکتا ہے ؟ قانون بہت کریگا تو بعد کو سزا دیدیگا ' لیکن جو شیشہ ٹوٹ چکا اسکے جڑنے کیلیے مرهم کبھی بیکار ہے !

آہ ! تم نے قرآن کو بالکل بھلا دیا ' جسنے ملکۂ سبا کی زبانی ان تمام مصائب کی اصلی علت پہلے ہی بتلا دی تھی : ان الملوک اذا دخلوا قریۃ افسدوھا ' و جعلوا اعزۃ اھلھا اذلۃ و کذالک یفعلون ! (۲۷ : ۳۲)

مسٹر گرین فیلڈ

تاهم مسٹر گرین فیلڈ کو معلوم ہونا چاهیے کہ زخمی شیر کو زخمی سمجھہ لینے میں تو کوئی غلطی نہیں ہے ' لیکن زخمی شیر کو زخمی بھیڑیا سمجھہ لینا صحیح نہوگا - مسلمان اپنی غفلت و ترک عمل کے ھاتھوں خواہ کتنے ہی ذلیل و حقیر ہوگئے ہوں ' تاهم ابھی وہ وقت نہیں آیا ہے کہ دنیا کی سب سے بڑی بے داغ زندگی کے متعلق ایسی ناپاک جسارتیں دیکھیں اور اپنے تئیں طاقت سے محروم پاکر خاموش ہو رہیں - دنیا میں کو سب سے بڑی طاقت حکومت و فرمان روائی سمجھی جاتی ہے ' لیکن حکومت کے بغیر بھی دنیا میں بہت کچھہ ہوسکتا ہے اور ہوا ہے -

وہ اس قسم کی مفتریات پر محض اس وجہ سے غضبناک نہیں ہوتے کہ انکا مذهبی اعتقاد اس سے زخمی ہوتا ہے ' بلکہ صرف اسلیے کہ سچائی کے عالمگیر اصول پر حملہ کیا جاتا ہے ' اور محض افتراء اور بہتان کے ذریعہ اپنے مذهبی عداوت و بغض کا مقصد حاصل کرنے کی ناپاک کوشش کی جاتی ہے - وہ اپنے مخالفوں سے رعایت کے طالب نہیں ہیں بلکہ صرف سچ بولنے کے !

الحمد لله که پیغمبر اسلام کی زندگی بائبل کے یسوع کی طرح ایک مجہول و مخفی زندگی نہیں ہے جسکی زندگی کے **تیس** سالوں میں سے صرف آخری دو سالوں کے متفرق حالات دنیا کو معلوم ہوتے ہیں' اور وہ بھی اسقدر بے اصل' باہم متضاد' باہمدگر معارض' مختلف الروایہ' اور توہم آمیز ہیں کہ انکی تصحیح و تطبیق سے عاجز آکر امریکہ کے بعض آزاد حلقوں نے سرے سے یسوع کے وجود ہی سے انکار کردیا ہے! اس کرۂ ارضی پر صرف پیغمبر اسلام ہی کی زندگی ایک تنہا زندگی ہے' جو ایک کھلی ہوئی کتاب کی طرح تیرہ سو برس سے دنیا کے سامنے ہے' اور اسکی حیاۃ مقدسہ و مطہرہ کا ایک چھوٹا سا واقعہ بھی مخفی و مستور نہیں ہے!

وہ نہ تو یسوع کی طرح اپنے ملک سے آغاز عمر ہی میں مفقود الخبر ہوگیا' نہ اُس نے مصر کی متمدن و عیش پرست آبادیوں میں ایک طویل و مجہول زندگی بسر کی' اور نہ ہی اُس نے یسوع کی طرح اپنی زندگی کا حصۂ شباب اور امتحان و آزمایش کا سب سے بڑا دور دنیا کی نظروں سے اوجھل رہکر صرف کیا - جس طرح اسکی واضح اور سادہ تعلیمات میں تثلیث و کفارہ کے سے عقل دشمن رموز ہیں نہیں' بالکل اسی طرح خود اسکی زندگی میں بھی یسوع کے سی سالہ اسرار حیات کی طرح کوئی راز نہیں - وہ انسانوں میں رہا اور ایک کامل ترین انسان کی بے داغ اور معصوم زندگی بسر کی - جس طرح اسکی زندگی اُس وقت سب کے سامنے تھی' اسی طرح آج بھی سب کے سامنے موجود ہے!

پس ایک ایسی عالم آشکارا زندگی کیلیے جو دو پہر کے سورج کی طرح سب کے سامنے ہو اور جسکی زندگی کی کوئی بات بھی غیر معلوم نہ رہی ہو' جھوٹے قصے گڑھنا اور انھیں علانیہ تماشہ گاہوں میں دکھلانا' نہ صرف اسی خاص قوم ہی کے جذبات کی تذلیل ہے' بلکہ فی الحقیقت بیسویں صدی کی ادعائی روشنی کے اندر اخلاق کو ذبح کرنا اور راستی و حقیقت کو علانیہ شیطان کے مذبح پر قربان کرنا ہے - یہ انسان کے اخلاقی موت کا ایک ناپاک منظر ہے جسپر کوئی راستی پسند انسان ماتم کیے بغیر نہیں رہسکتا!

اگر ان لوگوں کو قدیم زمانے کے مشہور اور عظیم المرتبۂ انسانوں کے متعلق شرمناک حکایتوں کے دیکھنے کا شوق ہے' تو اس ابلیسی مکر و افتراء کی جگہہ کیوں نہیں اُن واقعی قصوں اور مستند حکایتوں کے عظیم الشان ذخیرہ کی طرف بڑھتے' جو خیر سے خود بائیبل کی کی مجلدات کے اندر موجود ہے' اور جو اُس پر مستزاد تاریخ مسیحیت کے علاوہ ہے جسکی اخلاقی ... صدیاں پہلی صدی عیسوی سے لیکر پندرھویں صدی تک برابر جاری رہیں' اور جو در اصل انسانی نفس پرستی و بہیمیت کی ایک ایسی ... سرگذشت ہے' جسکی نظیر دنیا کی وحشی سے وحشی قوموں میں بھی نہیں ملسکتی

جس زندگی کے تیس سال مجہول و غیر معلوم ہیں' وہی پر اسرار زندگی ایسی حکایتوں کیلیے زیادہ موزوں ہوسکتی ہے - ... اسی وجہ سے ... دنیا ... اُن ... مسیحی ولیوں اور مقدس پیشواؤں کی خانقاہوں کے خلاقی ... ... ہیں' جو گذشتہ ایک ہزار سال تک تمام مسیحی یورپ میں خدا کے ... کی اخلاقی ... ... رہے ہیں' اور روم اور ہسپانیہ ... ... کی تاریخ کو ابھی دنیا سے مخفی نہیں ہوئی ہے'

ہم آیندہ کسی قدر تفصیل سے اس موضوع پر ... ... کے تماشہ گاہ کیلیے بعض دلچسپ قصص و حکایات کا ذخیرہ پیش کرنے کی کوشش کرینگے تا کہ وہ انمیں سے چند دلچسپ روایات چھانٹ کر ... بنا کے ... روانہ کر سکیں - وہ "عظیم" کے فرضی قصے کی طرح محض افتراء و کذب پر مبنی نہونگی' بلکہ

مقدس نوشتوں اور تاریخ کلیسا کے مسلم واقعات سے اخذ کی جائیں گی جنکی تصدیق خود مسٹر گرین فیلڈ کے روحانی آباء و اجداد کر چکے ہیں -

آخر میں ہم کہدینا چاہتے ہیں کہ اسلام حضرۃ مسیح علی نبینا و علیہ الصلواۃ والسلام کا احترام ... ... تنگ دل نہیں ہے - کہ جو کچھہ لکھا جاتا ہے اس سے مقصود صرف بائبل کے پیش کردہ یسوع کی زندگی کے ... ... میں رہکر لوہے کے ستونوں پر پتھر پھینکنے والوں انھیں اپنی ہستی کی قوت بھی معلوم ہوجانی چاہیے -

پـریس ایکٹ

کانگریس کا ڈیپوٹیشن انگلستان میں مجوزہ اصلاحات انڈیا کونسل کے متعلق سعی و جہد کرنے کے علاوہ پریس ایکٹ کے متعلق بھی قابل قدر خدمات انجام دے رہا ہے - حال میں مسٹر مظہر الحق نے پریس کانفرس کے سامنے اس ایکٹ کے متعلق ایک مفصل تقریر کی تھی جسکا خلاصہ ہم درج کرتے ہیں:

"میں قانون مطابع سنہ ۱۹۱۰ کے عملی نتائج پریس کانفرنس کے سامنے بیان کرنا چاہتا ہوں - سنہ ۱۹۱۰ ع میں ہندوستان میں ایسے جرائم کی کثرت ہو رہی تھی جن میں جبر و اشتداد سے کام لیا گیا تھا - اس وقت مناسب خیال کیا گیا کہ اخبارات کی تحریروں پر سرکاری نگرانی قائم کی جاے - لارڈ منٹو کی اصلاح یافتہ کونسل کا سب سے پہلا کام یہی تھا - مگر جو قانون نافذ کیا گیا وہ اس قدر سخت تھا کہ سر لارنس جنکنس کا (جن کا ممتاز ترین ججوں میں شمار کیا جاتا ہے) قول ہے کہ بائیبل جیسی مقدس کتاب بھی اس قانون کی گرفت میں لائی جا سکتی ہے - اس زمانہ میں جو لوگ وائسراے کی کونسل میں اہل ہند کی طرف سے قائم مقام تھے وہ بھی سخت کشمکش و پیچ میں تھے - انھیں اس امر کا علم تھا کہ اخبارات کی شورش انگیز تحریروں پر نگرانی رکھنے کی ضرورت ہے - مگر وہ اس کے ساتھہ اس بات کے بھی خواہشمند تھے کہ ہماری جائز آزادی میں کسی طرح کا فرق نہ آنے پائے - اگرچہ اس بارہ میں حکام کو مطلوبہ اختیارات عطا کردیے گئے' مگر اس امر کی بھی کوشش کی گئی کہ جن لوگوں پر اس قانون کا اثر پڑتا تھا انھیں اس امر کا اختیار دیا جائے کہ عمال کی کارروائی کے جائز یا حق بجانب ہونے کی آزمایش کر سکیں - مسٹر سنہا نے جو اس زمانہ میں قانونی ممبر تھے' اس بات کی دھمکی بھی دی تھی کہ اگر اس ایکٹ میں اس مضمون کی شرط داخل نہ کی گئی اور اہل ہند کو ہائی کورٹوں میں اپیل کرنے کا اختیار نہ دیا گیا تو میں استعفا دیدونگا

بدقسمتی سے وہ خطرے بعد میں صحیح ثابت ہوے - اس ایکٹ کی تحت میں اس قسم کی کارروائی عمل میں لائی گئی جسکا قانون وضع کرنے وقت کسی کو وہم و گمان بھی نہ تھا - مثال کے طور پر اخبار کامریڈ دہلی کا معاملہ پیش کیا جاسکتا ہے جسنے بدقسمتی سے ایک پمفلٹ کو جو یورپ میں شائع کیا گیا تھا دوبارہ چھاپ دیا - گورنمنٹ ہند نے ظاہر کیا کہ اس پمفلٹ کی اشاعت سے ہر مجسٹی کی مسیحی رعایا کی توہین و تذلیل مقصود ہے - اس بنا پر اس نے اخبار کامریڈ کے وہ تمام پرچے جن میں پمفلٹ شائع کیا گیا تھا' سرسری طور پر ضبط کرلیے - حکام کی اس کارروائی کا ہائیکورٹ کلکتہ میں مرافعہ کیا گیا - ہائیکورٹ کے تین ممتاز ججوں نے جنمیں سر لارنس جنکنس بھی شامل تھے' اپیل کی سماعت کی اور یہ فیصلہ کیا کہ ہماری راے میں ایڈیٹر کامریڈ نے کسی جرم کا ارتکاب نہیں کیا ہے' بلکہ اس پمفلٹ کو دوبارہ چھاپنے میں ایک قابل تعریف مقصد اسکے پیش نظر تھا -

کیا انگریزی قوم کا کوئی فرد ایک دن کے لیے بھی اس قسم کے قانون کو قلمرو برطانیہ کی سٹیچوٹ میں رکھنا گوارا کرسکتا ہے؟

الهلال

۲۲ رجب ۱۳۳۲ هجری

ادبیات

آثار علمیۃ خطیۃ

مرزا غالب مرحوم کا غیر مطبوعہ کلام

مصائب غدر، قلعۂ معلی کی تباهي، وفاداري و بغاوت کي ایک قدیمي حکایت !

مرزا غالب مرحوم کا سال وفات "آہ غالب بمرد" هے - یعني سنه ۱۲۸۵ هجري -

اس لحاظ سے في الحقیقت انکا شمار موجوده عصر جدید کے عهد میں هونا چاهیے - هندوستان میں پریس سترهویں صدي عیسوي کے اواخر میں رائج هوچکا تها اور غدر سے پہلے خود دهلي میں حاجي قطب الدین وغیره تجار کتب نے بعض پریس قائم کردیے تھے - پس انکو اپني تصنیف و تالیف کیلیے ابتدا هي سے پریس موجود ملا، اور اپنے حاصل عمر کو اشاعۃ و طباعۃ کیلیے غیروں پر چھوڑ کر دنیا سے چلے جانے کي مصیبت سے دو چار هونا نه پڑا جو في الحقیقت کسي صاحب کمال کیلیے زمانۂ گذشته کي سب سے بڑي مصیبت اور سب سے بڑا جانکاه صدمه رها هے

انکی کلیات نظم و نثر اور مکاتیب و رسائل اردو و فارسی کی تمام کتابیں باستثناء اردوے معلی (جو انکے انتقال کے بعد مرتب هوئی) انکي زندگي میں خود انهیں کي زیر نگراني شائع هوچکي تھیں - دیوان فارسي غالباً سب سے پہلے مطبع اوده اخبار لکھنو (نولکشوري پریس) میں خود چھپوایا - اسی طرح پہلے مہر نیمروز، پھر مع دستنبو و مکاتیب فارسیه باسم پنج اهنگ شائع کي - قاطع برهان، درفش کاویاني، نامۂ غالب، تیغ تیز وغیره دهلي میں چھپوائیں - دیوان اردو بھي غالباً پہلے مطبع اودهه اخبـــار میں اور پھر مکرر سه کرر دهلي و لکهنو میں چھپوا کر شائع کیا -

لیکن معلوم هوتا هے که آخري زمانے میں جسقدر اردو کلام کہا گیا، وہ نئے ایڈیشنوں میں داخل نہیں هوا - جو پهلا ایڈیشن غدر سے پہلے دهلي میں چھپا تها، اسي کي نقلیں چھپتي رهیں - بخلاف کلیات نظم فارسي کے جسکا پهلا ایڈیشن اور موجوده ایڈیشن، دونوں میرے پاس موجود هیں، مگر دونوں کے قصائد و غزلیات و قطعات وغیره کي تعداد میں بهت بڑا فرق هے - پہلے ایڈیشن میں ملکۂ وکٹوریا کي مدح کا قصیده :

دور روزگارها نتواند شمار یافت
خود روزگار اینچه در ین روزگار یافت

اور ۳۳ - واں قصیده سر المیند ایلون والا :

بهر کس شیوهٔ حامی در ایثار ست ارزانی
ومن مدح و ولارڈ ایلـن بر افشانیده افشانی

اور لارڈ کیننگ کے دربار آگره اور عطاے خطابات کي تبریک :

ز سال نو دگر ابے بروي کار آمد

وغیره قصائد هیں - اسي طرح سر سالار جنگ اعظم کي مدح کا مشهور قصیده :

شرطست که داستان نه کریم

بهي نهیں هے که یه غدر کے بعد لکها گیا -

اس سے معلوم هوتا هے که فارسي کلیات نظم کے هر ایڈیشن میں نیا کلام شامل کردیا جاتا تها -

مگر افسوس که اردو دیوان کي قسمت اس بارے میں نارسا رهي اور نیا کلام اسمیں شامل هوتا نه رها - اسکا ثبوت وه متعدد غزلیں، قطعات، رباعیاں، اور بعض اردو قصائد هیں جو بعض حضرات کے پاس قلمی موجود هیں اور مطبوعه دیوان میں انکا پته نهیں -

اس قسم کے غیر مطبوعه کلام میں سے دو اردو رباعیاں میں نے اس مطبوعه نسخه کے حاشیه پر خود میرزا صاحب کے هاتهه سے لکهی هوئي دیکهي هیں، جو انهوں نے خواجه فخر الدین حسین دهلوي مصنف سروش سخن کو دیا تها - اور دو قصیدے، دو قطعے، ایک قطعۂ تاریخ، تین غزلیں دیوان اردو کے اس قلمي نسخه میں هیں جو نواب سعید الدین احمد خانصاحب طالب رئیس دهلي کے پاس موجود هے - اس مرتبه دهلي میں وه نسخه چند دنوں تک میرے پاس رها اور میں نے تمام غیر مطبوعه کلام کي نقل لیلي - اسکے لیے میں نواب صاحب موصوف کا شکر گذار هوں -

ان نظموں میں اردو کا ایک مختصر قصیده هے جسے آج بسلسلۂ ادبیات شائع کیا جاتا هے - یه بالکل نئي چیز هے اور علاوه غیر مطبوعه هونے کے اس سے مرزا مرحوم کے حالات و سوانح پر بهي مزید روشنی پڑتي هے -

(قصیـده)

اس قصیدے کے پڑهنے سے معلوم هوتا هے که اس زمانے میں کوئی سرکاري دربار ۱۳ - جنوري کو منعقد هوا تها جسمیں حسب معمول مرزا صاحب کو بهي مدعو کیا گیا - لیکن جب وهاں پهنچے تو انکي عزت قدیمانه کے مطابق نشست و ترتیب کا کوئي انتظام نه تها - حتی که انهیں نہایت هی ادنی صف میں کرسي ملي یه دیکهکر سخت متاسف هوے که قدیمی باتیں خواب و خیال هوگئي هیں :

اس بزم پر فروغ میں اس تیره بخت کو
نمبر ملا نشست میں از روے اهتمام

" از روے اهتمام " یعنے از روے قاعدۂ و ترتیب دربار جسمیں یه بهت پیچهے اور عام صفوں میں بٹهاے گئے هونگے

اس حالت کو دوسروں نے بهی محسوس کیا اور اشارے هوے لگے :

دربار میں جو مجهپه چلي چشمک عوام !

دربار کے بعد انھوں نے چاھا کہ لفٹننٹ گورنر پنجاب سے ملیں اور عرض حال کریں لیکن ریل کا وقت تم رهگیا تھا اور درباریوں کا هجوم بھي بہت تھا - ملاقات کا موقعہ نہ ملا :

آیا تھا وقت ریل کے کھلنے کا بھي قریب
تھا بارگاہ خاص میں خلقت کا ازدحام
اس کشمکش میں "آپکا" مداح نامور
"آقاے نامور" سے نہ کچھہ کرسکا کلام

اس سے معلوم هوتاهے کہ وہ دربار' دهلي کے علاوہ کسي دوسري جگہ هوا هوگا کیونکہ ریل کے وقت کا ذکر کرتے هیں - "آپکا مداح نامور" میں پنجاب کے لفٹننٹ گورنر سے خطاب هے - معلوم نہیں "آقاے نامور" سے بھي خود وهي مراد هیں یا کوئي اور؟ تخاطب کے بعد اسطرح کے ضمیر نما وصف سے تو یہ معلوم هوتاهے کہ وہ کوئي دوسرا شخص هوگا -

اُس زمانے میں لدهیانہ سے کوئي اخبار نکلتا تھا - اس نے دربار کي روداد چھاپتے هوے یہ تمام باتیں لکھدیں - اسپر مزید ستم یہ کیا کہ انکا نام اور لقب لکھنے میں کچھہ ایسي غلطیاں کردیں جسے دیکھکر انکا رنج اور دوگنا هوگیا :

اخبار لودهیانہ میں میري نظر پڑي
تحریر ایک ' جس سے هوا بندہ تلخ کام
ٹکڑے هوا هے دیکھکے تحریر کو جگر
کاتب کي آستیں هے مگر تیغ بے نیام
وہ فرد جسمیں نام هے میرا غلط لکھا
جب یاد آگئي هے کلیجا لیا هے تھام !

معلوم هوتا هے کہ دربار میں انھیں معمولي خلعت بھي نہیں دیا گیا اور نہ نذر دینے والوں میں شمار کیے گیے :

سب صورتیں بدل گئیں ناگاہ یک قلم
نمبر رها ' نہ نذر' نہ خلعت کا انتظام '

لیکن قصیدے سے ٹھیک معلوم نہیں هوتا کہ کس زمانے کا یہ واقعہ هے اور کس دربار کا ذکر کر رهے هیں؟ صرف اسقدر معلوم هوتا هے کہ غدر کے بعد کا دربار هے - کیونکہ لفٹننٹ گورنر پنجاب کي مدح کي هے - نیز اس وقت انکي عمر ستر برس کي تھي -

میں نے اس وقت مولانا حالي کي یادگار غالب دیکھنا چاهي مگر کتابوں میں ملي نہیں - غالباً اس واقعہ کے متعلق اسمیں کوئي ذکر نہیں هے - میرا خیال یہ هے کہ شاید یہ قصیدہ غدر کے بعد کے اُس سہ سالہ عہد سے تعلق رکھتا هے' جبکہ قیام دهلي' تعلق قلعہ' اور فتح کے بعد عدم حاضري کي وجہ سے انکا سرکاري وظیفہ بند هوگیا تھا - انکي وفاداري مشتبہ سمجھي گئي تھي اور بڑي هي تکلیف و شدائد کي زندگي بسر کرتے تھے -

(مصائب غدر اور مرزا غالب)

غدر میں مرزا گھر سے باهر نہیں نکلے اور آخر تک بند رهے - مہاراجہ پٹیالہ کي سرکار سے سپاهي متعین هوگئے تھے جو غفران ماب حکیم محمود خان مرحوم اور مرزا غالب' دونوں کے مکانوں کي حفاظت کرتے تھے (١)

غدر کي تمام بربادیاں اور اُس قلعۂ دهلي کي تمام خونریزیاں ایک ایک کرکے انکے آنکھوں کے سامنے گذریں' جو هندوستان میں شش صد سالہ حکومت اسلامي کا آخري نقش قدم تھا' اور گو بہادر شاہ (رحمۃ اللہ علیہ) خود کچھہ نہ تھا لیکن اسکے بقا سے عظمت و جبروت اسلامي کي ایک بہت بڑي روح زندہ تھي : اُسکے مٹنے سے اکبر و شاهجہاں کا گھر بے چراغ هوگیا ! اسکا مٹنا درحقیقت سلالۂ تیمور و آل بابر کا مٹنا تھا - معتصم عباسي خود کچھہ نہ تھا لیکن جب فتنۂ تاتار میں بغداد کے محل لوٹے گئے تو معتصم کي جگہہ هارون و مامون کي عظمت لٹ رهي تھي !

و ما کان قیسا هلکہ هلک واحدا
و لکنہ بنیان قوم تهدما !

مرزا غالب نے عمر بھر بہادرشاہ کي لاحاصل مداحي کي تھي' اور وہ قصیدے جو عرفي اور نظیري کے قصائد سے مقابلہ کا دم رکھتے تھے' ایک ایسے مخاطب کے سامنے ضائع کیے تھے جسکے سرپر جہانگیر و شاهجہاں کا تاج تو ضرور تھا' پر نہ تو عرفي و نظیري کي قدر شناسي کا هاتھہ تھا اور نہ کلیم کو زر خالص سے تلواکر بخشش کرنے والا خزانہ - تاهم وہ جو کچھہ لکھتا تھا' اسکا تخاطب خود بہادرشاہ سے نہوتا تھا - بلکہ اُس تخت اعظم کي روح صولت و عظمت اسکے سامنے هوتي' تھي جسپر کبھي بیٹھکر اکبر نے فیضي سے' جہانگیر نے عرفي و طالب سے' اور شاهجہاں نے کلیم سے مدحیہ قصائد سنے تھے' اور جو اب بھي جشن نوروز و عید کے دن اُس زرد زرد دھوپ کي طرح جو غروب آفتاب سے کچھہ پہلے اونچي دیواروں اور محرابوں پر دکھائي دیتي هے' دیوان عام و خاص کے طلائي ستونوں کے پیچھے چند لمحوں کیلیے نظر آجاتي تھي !

نہ با وجود خزاں بوے یاسمن باقیست !

چنانچہ اُنکے اکثر قصائد مدحیہ کي تشبیبوں میں اور علي الخصوص اس مدحیہ نثر میں جو مہر نیم روز کے دیباچہ میں حضرۃ بہادرشاہ رحمۃ اللہ علیہ کو مخاطب کرکے لکھي هے' اس سوز دروني اور اُس آتش پنہاني کي گرمي صاف محسوس هوتي هے' جسکا شعلہ کاروان عظمت کے اس آخري مسافر کو دیکھکر بے اختیار انکے دل میں بھڑک اٹھتا تھا' اور جسکو وقت کي نزاکت اور انگریزي حکومت کے ذریعہ وظیفہ حاصل کرنے کے تعلق' نیز ایک حد تک طبیعت کي شاعرانہ طماعي و وارستگي نے غالب آکر بظاہر پوشیدہ و افسردہ کر دیا تھا !

فتح دهلي کے بعد جو عالمگیر اور عدیم النظیر مصیبت اشراف و اعیان شہر پر نازل هوئي' اور جسطرح شاهجہاں آباد کي اُن سڑکوں پر جہاں کبھي صاحبقران اعظم کي سواري کیلیے جمنا کے پاني کا چھڑکاؤ کیا جاتا تھا' مسلمانوں کے خون کے فوارے بہے' مرزا غالب نے دهلي میں رهکر اسکے تمام مناظر خونین اپني آنکھوں سے دیکھے' اور اُن چیخوں کو اپنے کانوں سے سنا جو عرصے تک دارالخلافۃ کي گلیوں اور کوچوں سے بلند هوتي رهي تھیں :

فلا تسئلن عما جری یوم حصرهم
و ذالک مما لیس یدخل في حصر !

علی الخصوص قلعۂ معلی کي بربادیاں جن کے لیے اگر تمام حیوانات ارضي کي آنکھیں اشکبار هو جاتیں' اور جنکے غم میں اگر آسمان سے پاني کي جگہہ خون برستا' جب بھي انکے ماتم کا حق ادا نہ هوتا - وہ اجساد محترمہ و رفیعہ' جو تیمور و بابر کي یادگار اور اکبر اعظم و صاحبقران ثاني کي خون عظمت و جبروت کے حامل تھے' جنھوں نے چھہ صدیوں سے متصل شہنشاهي اور فرمانروائي کي گود میں پرورش پائي تھي' جنھیں حکم و سلطنت کے عیش

(١) بلي ماروں میں حکیم صاحب کے مکان کے سامنے مسجد هے - بالکل اس سے متصل مرزا مرحوم کا کوٹھا تھا جہاں غدر سے پیشتر آ رهے تھے - آجکل هندوستاني دواخانہ جس مکان میں هے - ٹھیک اسکے مقابل مرزا صاحب رهتے تھے - میں جب کبھي وهاں سے گذرتا هوں تو شوق و عقیدت کي ایک نظر ڈال لیتا هوں - اسي مسجد کے قرب کي نسبت کہا تھا :

مسجد کے زیر سایے اک گھر بنالیا هے
یہ بندۂ کمینہ همسایۂ خدا هے !

و اجلال کے سوا کسی مصیبت کا کبھي تصور بھي نہیں ہوا تھا ' اور جو ہمیشہ اُن کروروں انسانوں کو جنگلي آبادیاں کابل کے کوہستان سے لیکر آسام کے جنگلوں تک پھیلي ہوئي تھیں ' اپنے سامنے سربسجود پاتے تھے ' کون تھا جو سنگ و آھن کا دل و جگر پیدا کرکے بھي یہ دیکھہ سکتا تھا کہ وہ چوروں اور ڈاکوؤں کي طرح گلیوں میں مارے جائیں ' اور انکي لاشیں اُس عظمت رفتہ کا افسانۂ ماتم سنائیں ' جو چند روز پیشتر تک دنیا میں صرف اُنھی کیلیے تھي ؟

غدا سمراً بین الانام حدیثهم
وذا سمر یدمي المشامع کالسمر !
تعیة مشتاق والف ترحم
علی الشهداء الطاهرین من الوزر !

ان الملوك اذا دخلوا قریة ' افسدوها جعلوا اعزة اهلها اذلة وکذ لك تفعلون (۲۷ : ۳۴)

لیکن یہ سب کچھہ دیکھنے اور سننے کیلیے مرزا غالب دھلي میں زندہ تھے اور دیکھتے رہے تھے - یہ وہ حوادث ہیں جن پر غیروں کي انکھوں سے بھي آنسو نکل آتے ہیں - ممکن نہ تھا کہ مرزا غالب جیسے غم دوست شاعر نے یہ سب کچھہ دیکھا ہو اور اسکے دل و جگر کے ٹکڑے ٹکڑے نہو گئے ہوں !

گو ضرورت و احتیاج نے اُنھیں انگریز حکام اور گورنروںکي چوکھٹوں پر گرادیا تھا اور مدحیہ قصائد لکھواے تھے ' تاہم " مرزا صاحب مشفق و مہربان " کے خطابات اور ساتھہ ستر روپیہ کا خلعت اُس زخم کاري کا مرہم تو نہیں ہوسکتا تھا جو حوادث غدر سے انکے دل پر لگا ہوگا ؟ ایک ضعیف الارادہ انسان وقت و احتیاج سے مجبور ہوکر صدہا باتیں اوپرے دل سے کر بیٹھتا ہے مگر کچھہ اس سے دل کے اصلي محسوسات و جذبات مٹ نہیں سکتے - علی الخصوص ایسے حادثۂ کبری اور مصیبۃ عظمی کے موقعہ پر جسکو دیکھکر بڑے بڑے غدار و ملت فروش دلونسے بھي آھیں نکل گئي ہونگي !

(الزام بغاوت !)

چنانچہ معلوم ہوتا ہے کہ ان سب باتوں کا جو اثر ایک مسلمان ہندوستاني کے قلب پر پڑنا تھا ' مرزا مرحوم پر بھي پڑا ' اور اُنکي غیرت و حمیت نے گوارا نہ کیا کہ فتح دھلي کے بعد فاتح حکام کے سامنے جاکر خوشامد و عاجزي کریں ' اور اُس عیش و نشاط تازہ کا تماشہ دیکھیں جو دھلي مرحوم کي بربادي و تباھي کے غم و ماتم سے حاصل کي گئي ہے - وہ خود ہي کہہ چکے تھے :

ہر جادہ کہ از نقش پئے تست بہ گلشن
چاکیست بعیب ہوس انداختۂ ما !

انکے تعلقات حکام انگریزي کے ساتھہ ابتدا سے خوشامدانہ رہے تھے - انکا وظیفہ اُنھي کے ہاتھہ میں تھا - اس کمبخت وظیفہ کے واگذار کرنے کیلیے اُنھیں بیسیوں قصیدے انگریزونکي مدح و ثنا میں اس جوش سے لکھنے پڑے گویا اکبر و جہانگیر کي مداحي ہو رہي ہے ! پھر وقت بھي ایسا پر آشوب تھا کہ مارشل لا جاري تھا ' اور سولي کے تختوں اور درختوں کي ٹہنیاں ہمیشہ لاشوں سے بھري رہتي تھیں - ان حالات کي وجہ سے وہ بڑي ہي مجبوریوں میں پھنس گئے تھے - تاہم انکي طبیعت کچھہ اسطرح بیزار ہوئي کہ فتح کے بعد قلعہ میں وفاداران سرکاري جمع ہوے - انعامات و سندات ملیں - اُن تمام لوگوں نے بڑي بڑي کوششیں کرکے اپنے تئیں نمایاں کیا جنھوں نے غدر میں حصہ نہیں لیا تھا اور اسکے صلۂ و اکرام سے مالا مال ہوے ' مگر مرزا غالب اپنے بیت الحزن سے نہ نکلے ' اور کسي حاکم کے آگے جاکر اسکا منتقم و قاھر چہرہ نہ دیکھا !

بعد کو اپني بریت کیلیے اُنھوں نے اس عدم حاضري کے بہت سے وجوہ بیان کیے تھے ' مگر اصل حقیقت یہي تھي کہ دل دردمند کے ہاتھوں پانوں بندھگئے اور مصلحت و ضرورت کي عاقبت اندیشیونکي بھي کچھہ نہ چلي ' بعد کو ہوش آیا تو عذر بنا کر پیش کرنے پڑے

نتیجہ یہ نکلا کہ سرکاري حلقوں میں عام طور پر اس ہندوستان کے سب سے بڑے شاعر کي نسبت ٹھیک اسي طرح " غیر وفاداري " کا یقین ہوگیا ' جس طرح آجکل بہت سے نثر نویسوں کي نسبت یقین کیا جاتا ہے جو اپنے دلي جذبات و حسیات کے ہاتھوں مجبور ہیں - اُنکي وہ پنشن بھي بند ہوگئي جو اُنکي زندگي کا اصلي آذوقہ تھي اور چند جام ہاے " فرنج " گلاب آمیز (۱) کا وسیلہ تھي - انگریزي درباروں میں پرسش و طلب اور عام تعلقات لطف و نوازش بھي یک قلم موقوف ہوگئے اور پوري طرح نیم باغیوں میں شمار ہونے لگا !

مرزا مرحوم کیلیے یہ حالت بڑي ہي سخت مصیبت تھي - ایک شاعر ان کڑي منزلوں کا مرد نہیں ہوسکتا - انوري نے صاف کہدیا ہے :

حکیم و شاعر و ملا چگونہ جنگ کنند ؟

قلعہ کے برباد ہونے سے وہ چند روپیے بھي جاتے رہے جو بہ تعلق تاریخ نویسي و شاعري ملا کرتے تھے - اسپر سرکاري وظیفہ کا بند ہو جانا قیامت تھا - شام کي سرشاري اور صبوحي کي خمار شکني دونوں سے محروم ہوگئے - ساري زندگي آزادانہ داد و ستد اور یک گونہ فارغ البالي میں بسر ہوئي تھي - اب فاقہ مستي تک نوبت پہنچ گئي ' اور صرف دوستوں اور شاگردوں کي خدمت گذاري پر دن کٹنے لگے - اس زمانے کے خطوط اردوے معلی میں موجود ہیں - انسے معلوم ہوتا ہے کہ زندگي سے تنگ آگئے تھے اور سرکاري وظیفہ کي واگذاري اور الزام بغاوت سے بریت کیلیے بڑي بڑي کوششیں کرتے تھے -

(غیر مطبوعہ قصیدہ)

یہ زمانہ تین سال تک رہا اور صفائي کي کوئي کوشش سود مند نہ ہوئي - معلوم ہوتا ہے کہ اردو کا یہ غیر مطبوعہ قصیدہ بھي اسي زمانے سے تعلق رکھتا ہے - دربار و خلعت کا نہ ملنا ' نذر وغیرہ کا سلسلہ بند ہو جانا ' قدیمي عزت و احترام کي یاد ' اپني بے آبروئي و بے عزتي پر حسرت و افسوس ' یہ تمام باتیں جو اسمیں پائي جاتي ہیں ' صرف اسي زمانے کي شکایتیں ہوسکتي ہیں - غالباً لارڈ کیننگ نے جنوري سنہ ۱۸۶۰ میں جو دربار آگرہ میں لب دریاے جمنا کیا تھا ' اسي کي طرف اسمیں اشارہ کیا گیا ہے - دھلي سے اسمیں شریک ہونے کیلیے شاید آگرہ گئے ہونگے - " لب دریا " خیموں کے لگنے اور ریل کا وقت کم ہونے کے ذکر سے اس خیال کي تائید ہوتي ہے -

چنانچہ اسکي تصدیق اُنکے بعض فارسی قصائد و قطعات سے بھي ہوتي ہے جو اسی زمانے میں لکھے گئے تھے ' اور جو بالکل اس اُردو قصیدے کے ہم معنی و ہم مطلب ہیں -

---

(۱) مرزا مرحوم اپنے فارسي خطوں میں ولایتي شراب کو " فرنج " لکھا کرتے ہیں - فرانس اور اسپین شراب سازي کا مرکز ہیں - کوئي فرانسیسي شراب لي ہوگي جسکو ساختۂ فرانس ہونے کي وجہ سے " فرانچ " کہدیا ہوگا - انھوں نے اپنے عالم وارستگي میں یہي نام رکھہ لیا - قاعدہ تھا کہ اسکي تیزي کم کرنے کیلیے گاہ گاہ عرق گلاب ملا لیا کرتے تھے - چنانچہ ایک غزل کے مقطع میں کہتے ہیں :

آسودہ باد خاطر غالب کہ خوے اوست
آمیختن بہ بادۂ صافي گلاب را !

مثلاً غدر کے بعد جو فارسي قطعه مسٹر اڈمنسٹن بہادر لفٹننٹ گورنر صوبۂ شمال و مغربي کو مخاطب کرکے لکھا ھے ' اور جسکا پہلا شعر :

فـــرزانـهٔ یـگانـه ' اڈ منسٹن بہـادر
کا موخت دانش از وے آئین کاردانی

ھے - اسمیں اپني مصیبتوں کا افسانه سنا کر الزام شرکت بغاوت سے اپني بریت کي ھے ' اور کہا ھے که حکام کے دل میري جانب سے پھر گئے ھیں - آپ مدد کیجیے اور میري صفائي کرا دیجیے !

چنانچه لکھتے ھیں که میرے تعلقات انگریزي حکومت سے نہایت قدیمي ھیں - میں ھمیشه حکام کي مدح میں قصائد لکھتا رھا اور صلۂ و انعام سے شاد کام ھوا :

از حضرة شہنشه خاطر نشان من بود
در مزد مدح سنجي صد گونه کامراني

یہي حالت تھي که :

ناگه تند بادی کاں خاست در قلمرو
برھم زد آں بنا را نیرنـــگ آسماني !

یعنے غدر کا ظہور ھوا -

در وقت فتنه بودم غمگین و بود با من
زاري و بے نوائـي ' پیري و نا تواني
حاشا که بوده باشم " باغي " بآشـکارا
حاشا که کرده باشم ترک وفا نہاني !
از تہمتي که بر من بستند بـد سگالاں
حکام راست با من یک گونه سر گراني

یعني غدر کے زمانے میں پیري و ناتواني کي وجه سے کہیں جا نه سکا اور اظہار وفاداري نه کرسکا - باغیوں سے مجھے کوئي تعلق ظاھر و باطن نه تھا - محض تہمت تراشي سے مقامی حکام مجھسے بدظن ھوگئے ھیں -

اسي طرح سنه ۱۸۶۰ میں جب لارڈ کیننگ گورنر جنرل نے دربار کیا ھے ' تو دو مطلعوں کا ایک پر زور قصیده لکھکر پیش کیا :

و ســـال نو دگر آنچ بروے کار آمـــد
هزار وحشت صد وشست درشمار آمد

اس قصیده کے آخر میں وہ سب شکایتیں ایک ایک کرکے لکھي ھیں جنکے لیے اس غیر مطبوعه اردو قصیدے میں لفٹننٹ گورنر پنجاب سے فریادي ھیں - معلوم ھوتا ھے که ٹھیک ایک ھي وقت کي لکھي ھوئي دونوں چیزیں ھیں - فارسي قصیده ویسراے کے پاس بھیجا ھوگا ' اور یه اردو کا غیر مطبوعه قصیده لفٹننٹ گورنر پنجاب کے پاس اردو قصیدے میں نمبر کرسي ' خلعت و نذر ' وظیفه و انعام ' تین چیزوں کے بند ھوجانے پر افسوس کیا ھے :

نمبر رھا نه نذر ' نه خلعت کا انتظام '

یہي دکھڑا اس فارسي قصیده میں بھی رویا ھے - اپني قدیمي مداحي و وظیفه خواري کے ذکر کے بعد لکھتے ھیں :

به نا گرفت چناں صرصرے و زید بدھر
کزاں بر آئینۂ آسماں غبـــار آمــد
سراو بار غبارے ز مغز خاک انگیخت
سیــــاه رو سپہـــے کاندریں دیار آمد
دریں جگر گسل آشوب کز صعوبت آں
سپاهدار سپہرے به زینہـــار آمـــد
گواه دعوي غالب بعـــرض بے کمي
همیں بس ست که هر گونه رستگار آمد

یعنے غدر کي باد صر صر سے مصائب کا غبار چھا گیا - اس زمانے میں میري بے گناھي کا بڑا ثبوت یہي ھے که میرے خلاف کوئي ثبوت نه ملا ' اور اسلیے کوئي مخالفانه کارروائي میرے مخالف حکام نه کر سکے -

اسکے بعد کہتـــے ھیں که اب آپسے طالب لطف و کرم و تلافي مافات ھوں :

کنوں که شد زتو زینت فزاے روے زمیں
سواد هند که چوں زلف تارو مار آمـــد
خطاب و خلعت و پنشن زشاه مي خواهم
هم از نخست بـــدیں رایه ام قرار آمـــد
پس از سه سال که دررنج و پیچ و تاب گذشت
ســـر گـــدازش انـــدوه انتظـــار آمـــد

یہاں بھي اُنھي چیزوں کو طلب کیا ھے اور لکھا ھے که تین سال اس حالت پر گذر چکے ھیں -

غالباً اس قصیدے کے گذرانے کے بعد شمله سے تحقیقات کي گئي اور جب انکي بے گناھي ثابت ھوگئي تو بدستور پنشن جاري کر دي گئي - تین سال کي پچھلي مجموعي رقم بھي دیدي گئي تھي - اس سے مرزا صاحب بہت خوش ھوئے تھے - چنانچه اردوے معلی میں اسکا ذکر موجود ھے -

جن لوگوں نے مرزا مرحوم کي صفائي کیلیے خاص طور پر کوشش کي تھي ' مجھے معتبر ذریعه سے معلوم ھوا ھے که اُن میں سر سید مرحوم بھي تھے - اس واقعه سے سید صاحب اور مرزا مرحوم میں صفائي بھي ھوگئي جنکے باھمي تعلقات قدیمانه آئین اکبري کي تقریظ کے قصه سے کچھه مکدر ھوگئے تھے -

بہر حال اس غیر مطبوعه قصیدے کے متعلق میرا خیال ھے که یه سنه ۱۸۶۰ میں لکھا گیا ھے ' اور ۳ جنوري کے دربار سے مقصود دربار آگره ھے - امید ھے که مرزا مرحوم کے اُن عقیدتمندان کمال کیلیے جنکي تعداد اب ملک میں روز افزوں ھورھي ھے ' یه غیر مطبوعه قصیده بہت دلچسپ ھوگا - گو شاعري کے اعتبار سے چنداں اھم نہو - رحمة الله علیه و غفر الله ذنوبه !

الانســـان

مولوي سجاد مرزا بیگ صاحب دھلوي مصنف حکمت عملي کے نام سے ناظرین نا واقف نہیں ھیں - حال میں انھوں نے ایک کتاب علم " الانسان " پر شایع کي ھے - جس کا نام الانسان ھے - کتاب بڑي جامعیت سے لکھي گئي ھے جس کے مطالعه سے انسان کے تمام قواء نفساني اور جسماني اور خصوصیات طبعي کي کیفیت اچھي طرح منکشف ھو جاتي ھے - علم الانسان اور مشاھده ذات کي تعریف اور کیفیت بیان کرنے کے بعد انسان کي جسماني ساخت ' ارتقا ' قدامت ' انواع و اقسام وغیره کے متعلق زمانۂ حال کي تحقیقات کو نہایت عمدگي سے بیان کیا ھے ' اور پھر احساسات اور نطق کي حقیقت بیان کرتے حیات نفسیه کي کیفیت اور نفس کي تمام قوتوں کا حال مشرح بیان ھوا ھے - مذھب ' اختلاف معاشرت و تمدن کا فلسفه بھي نہایت خوبي سے بیان کیا ھے - اردو زبان میں کوئي کتاب اس فن پر اس سے بہتر نہیں لکھي گئي - طرز بیان نہایت دلچسپ اور زبان با محاوره اور شسته ھے - علوم جدیده کي اصطلاحات محنت و تلاش سے قائم کي گئي ھیں ' اور دقیق مضامین کو اس خوبي سے بیان کیا ھے که سمجھنے میں ذرا دشواري نہیں ھوتي - غرض اس کتاب کے مطالعه سے نئي اور مفید معلومات حاصل ھوتي اور خیالات میں بیش بہا ترقي ھوتي ھے - عنقریب اس کتاب پر الهلال میں ریویو نکلے گا - کتاب عمده کاغذ پر صاف اور خوشنما چھپي ھے تصاویر اور نقشے موقع بموقعه دیے گئے ھیں - مصنف سے دو روپیه قیمت پر ذیل کے پته سے مل سکتي ھے :

سجاد مرزا بیگ دھلوي - بازار عیسی میاں - حیدر آباد دکن

ادبیات

آثار علمیۃ خطیۃ

مرزا غالب مرحوم کا ایک غیر مطبوعہ قصیدہ

کرتا ہے چرخ روز بصد گونہ احترام * فرماں رواے کشور پنجاب کو سلام
حق گو و حق پرست و حق اندیش و حق شناس * نواب مستطاب امیر شہ احتشام
جم رتبہ منٹگمری بہادر کہ وقت رزم * ترک فلک کے ہاتھ سے وہ چھین لیں حسام !
جس بزم میں کہ ہو انہیں آئین میکشی * واں آسمان شیشہ بنے ' آفتاب جام !

قطعہ

چاہا تھا میں نے تم کو مہ چاردہ کہوں * دل نے کہا کہ یہ بھی ہے تیرا خیال خام
دو رات میں تمام ہے ہنگامہ ماہ کا * حضرت کا عز و جاہ رہیگا علی الدوام
سچ ہے تم آفتاب ہو ' جس کے فروغ سے * دریاے نور ہے فلک آبگینہ فام
میري سنو کہ آج تم اس سرزمین پر * حق کے تفضلات سے ہو مرجع انام
اخبار لودھیانہ میں میري نظر پڑي * تحریر ایک ' جس سے ہوا بندہ تلخ کام
ٹکڑے ہوا ہے دیکھ کے تحریر کو جگر * کاتب کي آستیں ہے مگر تیغ بے نیام
وہ فرد جس میں نام ہے میرا غلط لکھا * جب یاد آگئي ہے ' کلیجہ لیا ہے تھام !
سب صورتیں بدل گئیں ناگاہ یک قلم ' * نمبر رہا ' نہ نذر ' نہ خلعت کا انتظام !
ستر برس کي عمر میں یہ داغ جانگداز * جس نے جلا کے راکھ مجھے کر دیا تمام
تھي جنوري مہینے کي تاریخ تیرھویں * استادہ ہوگئے لب دریا پہ جب خیام
اس بزم پر فروغ میں اس تیرہ بخت کو * نمبر ملا نشست میں ازروے اہتمام
سمجھا اسے گراب ہوا پاش پاش دل * دربار میں جو مجھپہ چلي چشمک عوام
عزت پہ اہل نام کے ہستي کي ہے بنا * عزت جہاں گئي تو نہ ہستي رہي نہ نام
تھا ایک گونہ ناز جو اپنے کمال پر * اس ناز کا فلک نے لیا مجھسے انتقام
آیا تھا وقت ریل کے کھلنے کا بھي قریب * تھا بارگاہ خاص میں خلقت کا ازدحام
اس کشمکش میں آپکا مداح دردمند * آقاے نامور سے نہ کچھہ کر سکا کلام
جو واں نہ کرسکا وہ لکھا حضور کو * دیں آپ میري داد کہ ہوں فائز المرام
ملک و سپہ نہو تو نہو ' کچھہ ضرر نہیں * سلطان بر و بحر کے در کا ہوں میں غلام
وکٹوریا کا دہر میں جو مدح خواں ہو * شاہان عصر چاہیے لیں عزت اس سے وام
خود ہے تدارک اسکا گورنمنٹ کو ضرور * بے وجہ کیوں ذلیل ہو ' غالب ہے جسکا نام
امر جدید کا تو نہیں ہے مجھے سوال * بارے قدیم قاعدے کا چاہیے قیام
ہے بندہ کو اعادۂ عزت کي آرزو * چاہیں اگر حضور تو مشکل نہیں یہ کام
دستور فن شعر یہي ہے قدیم سے * یعنے دعا پہ مدح کا کرتے ہیں اختتام
ہے یہ دعا کہ زیر نگیں آپکے رہے * اقلیم ہند و سندہ سے تا ملک روم و شام

اسئلة و اجوبتها

اعتراف و تحقیق مزید

تتمۂ " واقعۂ ایلاء "

(یکے از افاضل و ارباب علم - از دهلي)

حضرة مولانا مد فیوضه -

سچ سچ عرض کرتا هوں که واقعۂ ایلاء پر آپکا محققانه مضمون دیکهکر جو في الحقیقت فن حدیث و سیر کا ایک بهترین رساله هے ' آپکي جانب سے میرے خیالات بالکل هي بدل گئے ' اور یقین هو گیا که الله تعالی نے آپکے دل کو علم و خدمت علم کیلیے کهولدیا هے -

این سعادت بزور بازو نیست
تا نه بخشد خداے بخشنده

البته اس بحث میں ابهي چند سوالات کي آور گنجایش باقي رهگئي هے - اگر ان پر بهي بحث هو جاے تو مسئله بالکل صاف هو جاے ' اور پورا مضمون الگ ایک رساله کي صورت میں شائع کردیا جاے - وه سوالات یه هیں :

(۱) یه بات تعجب انگیز معلوم هوتي هے که آنحضرت نے صرف حضرت حفصه کے کهنے سے شهد اپنے اوپر حرام کرلیا هو - اسکي مزید توضیح کرني چاهیے -

(۲) حضرة عائشه پر الزام سازش کا اور آنحضرة کو اذیت دینے کا عائد هوتا هے ' جس سے ازواج مطهرات کو پاک هونا چاهیے -

(۳) سائل نے مسیحي معترض کا قول نقل کیا تها که آنحضرة اس واقعه کي وجه سے اسقدر آزرده هوے که ایک ماه تک گهر سے نه نکلے - جناب نے اسکا کوئي مدلل جواب نهیں دیا -

الهـلال :

اظهار لطف کیلیے شکر گذار اور مستدعي دعا هوں - جناب نے غالباً خیال کیا که یه بحث ختم کر دي گئي حالانکه ابهي باقي هے - عدم گنجایش کي وجهه سے پچهلي اشاعت میں بقیه ٹکره نه نکل سکا - جن سوالات کو جناب نے لکها هے ' اس عاجز نے خود هي انکو ضروري سمجها تها اور انپر مستقل عنوانات سے نظر ڈالي تهي - چنانچه بقیه ٹکره آج درج کیا جاتا هے ' اسے ملاحظه فرمالیں :

(واقعۂ تحریم شهد کی اهمیت)

ایک معترض یه شبه پیدا کرسکتا هے که تم قصۂ ماریه سے انکار کرتے هو اور جو چیز آنحضرت صلعم نے اپنے اوپر حرام کرلي تهي ' اُسے موطوءة لونڈي کي جگه شهد بتلاتے هو ' لیکن اول تو محض بوے مغافیر کي شکایت کرنے سے شهد نه کهانے کي قسم کها لینا ایک ایسي بات هے جو قرین عقل نهیں معلوم هوتي - پهر اگر ایسا هوا بهي هو تو ایک معمولي کهانے پینے کي چیز کے نه کهانے کي قسم کها لینا کونسي ایسي بڑي بات تهي جسکي وجه سے خدا نے تنبیه ضروري سمجهي اور ایک خاص آیت نازل کي ؟

اس سے معلوم هوتا هے که ضرور وه کوئي بڑي هي اهم بات هوگي اور وه یهي ماریۂ قبطیه کو اپنے اوپر حرام کرلینا هے -

لیکن یه شبهات بهي صرف اسي دماغ میں جگه پا سکتے هیں جو سیرة حضرة سید المرسلین ' و خصائص نبوت عظیمه ' و مصالح و اسرار شریعت ' و وجوه تنزیل کلام الهي و احکام دینیه سے واقف نه هو - ورنه فی الحقیقت یه امر بالکل واضح و عین قرین عقل و درایت هے -

آنحضرة (صلعم) کا شهد کیلیے قسم کها لینا کچهه بهي خلاف عقل نهیں هے جبکه روایات صحیحه سے معلوم هوگیا هے که اس بارے میں تمام بیویوں نے ایکا کرلیا تها ' اور ایک هي چیز کے متعلق ' ایک هي زمانے میں ' ایک هي انداز سے ' سب نے شکایت کي تهي - امام بخاري کي تمام روایات کو جمع کرنے سے ثابت هوتا هے که اس تدبیر میں تمام بیویاں شریک کرلي گئي تهیں - کتاب الطلاق والي روایت میں هے که حضرة عائشه نے سب کو اطلاع دیدي اور سب سے پہلے حضرت سوده نے اظهار کیا -

پس ظاهر هے که آنحضرة (صلعم) یکے بعد دیگرے تمام بیویوں سے ملے هونگے - ان میں سے سب نے شکایت کي هوگي که مغافیر کي بو آتي هے - آپ حضرة زینب کے هاں معمول سے زیاده تشریف فرما رهتے تهے اور وهیں شهد تناول فرمایا تها - آپ توسم نبوت سے سمجهه گئے هونگے که اس شکایت کي تهه میں رقابت کا جذبۂ محبت مخفي هے - ازواج مطهرات سے آپ کمال محبت و شفقت فرماتے تهے اور عورتوں کے ساتهه عموماً آپکا سلوک نهایت رضا جوئي اور سلوک و تسامح کا تها - یه حالت دیکهکر انکي خوشي کیلیے آپ نے قسم کها لي هوگي که اگر ایسا هي هے تو لو میں اب شهد کبهي نه کهاؤنگا -

اس میں تعجب و انکار کي کونسي بات هے ؟

رهي یه بات که محض کهانے پینے کي ایک چیز میں کونسي ایسي اهمیت تهي که خدا کو آیت نازل کرني پڑي اور " لم تحرم ما احل الله لک ؟ " کے الفاظ میں آپکو متنبه فرمایا ؟ سو یه شبه احکام شریعت کے اصول و مصالح جاننے والوں کي زبان سے تو کبهي نهیں نکل سکتا - شریعت الهي ایک قانون هے جو بهت سے کاموں کا حکم دیتا اور بهت سي چیزوں سے روکتا هے - قانون کا تمام تر دار و مدار اصول (پرنسپل) پر هے ' اور اسکي هر فرعي اور هر جزئي سے جزئي بات کا بهي اثر اسکے اصل اصول پر پڑتا هے - مانا که شهد في نفسه کوئي اهم چیز نه تهي ' لیکن کیا قانون الهي کي حلال کرده شے کو کسي انسان کي خوشي کیلیے اپنے اوپر حرام کرلینے کي نظیر بهي اهم و وقیع نه تهي ؟ الله سبحانه نے دیکها که آپنے ایک حلال شے کو اپنے اوپر حرام کرلیا هے - اس نظیر کا اثر شریعت کے عام قانون حلت و حرمت پر پڑیگا - آپکا وجود شریعت کا عملي پیکر اور اسوه حسنه هے - اس نظیر کي وجه سے احکام الهي کي قطعیت مشتبه هوجائگی - اور لوگ حلال چیزوں کو اپنے اوپر حرام کرلیا کرینگے - پس نهایت ضروري تها که فوراً امة پر واضح کردیا جاتا که کوئي انسان خدا کي حلال کرده شے کو اپنے اوپر حرام نهیں کر سکتا - او وجو کهانے پینے کي چیزیں اس نے اپنے بندوں کیلیے حلال کردي هیں ' وه هر حال میں حلال هیں - اس نظیر کو نظر انداز کردیا جاے اور قانون پر اسکا اثر نه پڑے -

پهر اس واقعه سے یه سوال بهي پیدا هو گیا تها که اگر کوئي شخص ایسا کر بیٹهے تو اسکے لیے شریعت کا حکم کیا هوگا ؟ کیا واقعي اسکے حرام کر لینے سے وه حلال کرده شے اُس پر حرام هو جائیگي ؟ اسکو بهي صاف کردینا قانون کي تکمیل و حفظ کیلیے ضروري تها - پس خدا نے صاف کردیا که هر معاهده ' هر قسم ' اور هر وعده جو قانون شریعت کے خلاف هو ' شریعت کے نزدیک کوئي چیز نهیں هے - تم هزار کسي حلال شے کو اپنے اوپر حرام کرلو لیکن چونکه قانون الهي نے تم پر حرام نهیں کیا هے اسلیے وه کبهي حرام نهوگي !

اسمیں ضمناً یه پهلو بهي ملحوظ تها که اسلام نے انسان کیلیے جائز اور غیر مضر لذتوں اور راحتوں کا دروازه بالکل کهول دیا هے -

اس نے دیگر قوموں اور مذہبوں کی اس غلطی کو جائز نہ رکھا جو خدا کی پیدا کردہ جائز لذتوں کو انسانوں پر حرام کردیتے تھے اور اسے اسکی جناب میں وسیلۂ تقرب و عبادت سمجھتے تھے : قل من حرم زینة الله التي اخرج لعباده و الطیبات من الرزق ؟ (۷ : ۳۱) اے پیغمبر کہدے کہ یہ جو جوگیوں اور راہبوں نے خدا کی پیدا کردہ نعمتوں اور لذتوں اور عمدہ غذاؤں کو اپنے اوپر حرام کرلیا ہے، تو کون ہے جو اُن لذتوں اور نعمتوں کو حرام کرسکتا ہے جنہیں خدا نے اپنے بندوں ہی کے برتنے اور تمتع اٹھانے کیلیے پیدا کیا ہے ؟

یہ اسلام کا ایک بڑا اصولی کارنامہ ہے - پس چونکہ اس واقعہ میں بھی ایک ایسی جائز و حلال اور مفید و نافع غذا کو اپنے اوپر حرام کرلیا گیا تھا جو خدا نے انسانوں کیلیے حلال کردی ہے، اسلیے اسکا اثر ضمناً اسلام کے اس رہبانیة شکن قانون پر بھی پڑتا تھا، اور ضروری تھا کہ اسکی تصحیح کردی جاے -

(حضرت عائشہ اور حفصہ - رض -)

خیال پیدا ہوسکتا ہے کہ حضرة عائشہ و حضرت حفصہ نیز دیگر ازواج مطہرات کیلیے کیا یہ جائز تھا کہ وہ انحضرت (صلعم) کو حضرت زینب کے ہاں زیادہ بیٹھنے سے باز رکھنے کیلیے اس طرح کی سازشیں کرتیں اور جھوٹ موٹ مغافیر کی بو کا قصہ گڑھ لیتیں ؟

اسکا جواب یہ ہے کہ جذبۂ رقابت و غبطۂ و رشک عورتوں کی طبیعت میں داخل ہے، اور جہاں محبت ہوتی ہے وہاں رشک کا قدم ضرور ہی آتا ہے :

با سایہ ترا نمی پسندم !

عورتوں کو اس بارے میں خود شریعت نے معذور رکھا ہے کہ وہ اپنی طبیعت کے بدلنے پر قادر نہیں - ازواج مطہرات صحابۂ کرام کے خاندان میں رہنے اور صحبت و رفاقت نبوت کی وجہ سے یقیناً اپنے تمام اعمال و جذبات میں مزکی و مطہر تھیں، تاہم عورت تھیں، محبت کرنے والی تھیں، ان میں سے ہر ایک کو انحضرة کے عشق و فریفتگی پر ناز تھا، اور ضرور تھا کہ رشک و رقابت کے قدرتی جذبے کی بھڑک سے مجبور ہو جایا کرتیں -

انکے باہمی رشک کے دیگر واقعات بھی مروی ہیں اور صحیحین میں موجود ہیں - خود حضرة عائشہ پر نظر خاص رکھنے کا تمام ازواج کو گلہ رہتا تھا - ایک مرتبہ حضرة سیدة النسا اور حضرة زینب بنت حجش (رضي الله عنهما) ازواج کی طرف سے بھیجی گئی تھیں کہ انحضرة سے بمقابلۂ عائشہ یکساں محبت و نظر کا مطالبہ کریں، چنانچہ صحیح مسلم کے باب " فضل عائشہ " میں خود حضرة عائشہ نے متعدد روایات اس بارے میں مروی ہیں اور لکھا ہے کہ حضرة زینب نے تمام ازواج کی طرف سے ان لفظوں میں پیام پہنچایا تھا کہ ان ازواجک ارسلنني الیک، یسالنک العدل في ابنة ابي قحافة !

بہر حال اسی رشک و رقابت کے جذبے نے حضرة عائشہ کو بیتاب کر دیا جب انہوں نے دیکھا کہ انحضرة (صلعم) زینب بنت حجش کے یہاں معمول سے زیادہ تشریف رکھتے ہیں، اور اسی جوش میں آکر انہوں نے یہ تدبیر گھڑی اور دیگر بی بیوں کو بھی شریک کرلیا - پس اس واقعہ کو محض اخلاقی صدق و کذب اور قانونی اصول شہادت کی نظر سے نہیں دیکھنا چاہیے، بلکہ خاص حالات اور اسکے اطراف پر بھی نظر رکھنی چاہیے -

علامۂ عینی کی نظر بھی اس خدشہ پر پڑی تھی - چنانچہ شرح صحیح بخاری میں لکھتے ہیں :

فان قلت کیف جاز لعائشة الکذب و المواطاة اللتي فیها ایذاء رسول الله صلعم ؟ قلت کانت عائشة صغیرة مع انها وقعت منها من غیر قصد الایذاء بل علی ما هو من جبلة النساء في الغیرة علی الضرائر - (عیني جلد ۹ صفحہ ۷۴۹)	اگر کوئی کہے کہ حضرة عائشہ کیلیے یہ کیونکر جائز تھا کہ وہ جھوٹ بولیں اور انحضرة کے خلاف ایک اس طرح کی سازش کریں جس میں اپکو تکلیف پہنچے ؟ تو اسکے جواب میں کہونگا کہ اول تو حضرة عائشہ کم سن تھیں - کم سنی میں انسان بہت سی باتیں ایسی کر بیٹھتا ہے پھر انکا مقصود اس سے کچھہ انحضرة کو اذیت پہنچانا نہ تھا - صرف دوسری بی بیوں کے مقابلہ میں ایک تدبیر تھی جیسا کہ عورتیں اپنی سوتوں کے ساتھہ رشک و غیرت میں کیا کرتی ہیں -

(انحضرت کی عزلت گزینی)

آپکے دوست نے مسیحی معلم کے کیسی سخت شہادت دی ہے جبکہ کہا ہے کہ " بیویوں کی ناراضگی کا آپکو استقدر صدمہ ہوا کہ ایک مہینہ تک اپنی کوٹھری سے باہر نہ نکلے " !

اول تو ایک ماہ تک اپنا بیویوں سے علحدہ رہنا محض طلب نفقہ کی وجہ سے تھا نہ کہ واقعہ تحریم کی وجہ سے - پھر یہ کہنا کہ " آپ اپنی کوٹھری سے ایک ماہ تک بالکل باہر نہ نکلے " اور اس عزلت گزینی کا سبب ازواج سے ناراضگی کو قرار دینا تو سر تا سر افتراء محض اور بہتان عظیم ہے

اصل واقعہ یہ ہے کہ نہ تو آپنے اس طرح کی خلوت گزینی اختیار کی، اور نہ ایلاء کیلیے اسکی ضرورت تھی - علی الخصوص نماز کی جماعت اور اسکے قیام سے آپکو کون سی روک سکتی تھی ؟ چونکہ اسی زمانے میں آپ گھوڑے سے گر گئے تھے اور ساق مبارک پر چوٹ لگ گئی تھی اسلیے کچھہ عرصہ تک اپنے کوٹھے ہی میں تشریف فرما رہے

امام بخاری نے " باب الصلاة في السطوح و المنبر و الخشب " میں حضرة انس بن مالک کی روایت درج کی ہے : عن انس بن مالک : ان رسول الله صلعم سقط عن فرسه - فجحشت ساقه او کتفه و آلی من نسائه شهرا، فجلس في مشربة له درجتها من جذوع النخل فاتاه اصحابه یعودونه فصلی بهم جالسا و هم قیام - الخ (صحیح بخاری کتاب الصلاة - صفحہ ۸۱ -)

اسکا خلاصہ یہ ہے کہ آنحضرة (صلعم) نے اپنی ازواج سے ایک ماہ کیلیے ایلاء کیا تھا - اسی زمانے میں آپکے ساق مبارک پر چوٹ لگ گئی اور آپ اپنے کوٹھے میں مقیم ہو گئے - صحابہ عیادت کیلیے آے تو وہیں نماز جماعت بیٹھکر پڑھائی

اب آپ غور کیجیے کہ واقعہ کی اصلیت کیا ہے، اور اسے معاندین شیاطین اس صورت میں پیش کرتے ہیں ؟

(مزید مزید)

یہاں تک لکھہ چکا تھا کہ ایک نئی کتاب کا پارسل پہنچا قاضی ابوبکر ابن العربی الاندلسی کی احکام القران اپنے موضوع میں ایک بہترین کتاب ہے اور کہ اسکی تصنیفات کا ماخذ مستور حال میں مولائی حفیظ سابق سلطان مراکش نے اپنے صرف سے اسے مصر میں چھپوادیا ہے، اور میرے پاس آئی ہے - شکرا للہ مطالعہ مجھے نہایت خوشی ہوئی کہ قاضی موصوف کی بھی رواۃ کہ ماریہ کی نسبت وہی راے ہے جو علامہ عینی اور کرمانی وغیرہ کی ہے - چنانچہ تمام روایات نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں :

وانما الصحیح انه کان في العسل و انه شربه عند زینب و تظاهرت علیه عائشة و حفصة فیه و جری ما جری - (جلد ۲ صفحہ ۲۷۲)	اور در اصل صحیح یہی ہے کہ آیۃ تحریم کا شان نزول شہد کا واقعہ ہے، اسے حضرة زینب کے ہاں آپنے پیا تھا، اسپر حضرة عائشہ و حفصہ نے مظاہرہ اور وہ سب کچھہ پیش آیا جو معلوم ہے

مقالات

تاریخ قدیم کا ایک فراموش شدہ صفحہ !

نامہ بر کبوتر !

عہد قدیم کی تار برقی اور طیارات !

نامه بر کبوتروں کي فوجي تربيت کا آغاز اس طرح هوتا هے . که پہلے انهیں کبوتر خانوں کے گرد و پیش کارے دیے جاتے هیں -

هر کبوتر سے یه چاها جاتا هے که وہ هر روز ۵ گهنٹے دن بهر میں دو بار اُڑیں -

ان آزمایشي لڑائیوں کي نگراني نہایت توجه سے کي جاتي هے - پنجروں کی کهڑکیاں جب کهولي جاتي هیں تو سپاهي مستعد رهتے هیں اور اُن کبوتروں کو ڈهابلیوں کي چهت پر بیٹهنے نہیں دیتے - جو چند کبوتر پاس کي چهتوں پر بیٹهکے اپنے رفقا کے سامنے نافرماني کي بري مثال پیش کرتے هیں ' اُنهیں بلا تکلف فوراً گولي سے مار دیا جاتا هے -

اعلی درجه کے تربیت یافته کبوتر غول باندهکے اُڑتے هیں ' جسکي وجه سے وہ کبهي نظروں سے اوجهل نہیں هونے پاتے -

کورے پٹّے پہلے چند منٹ اُڑتے هیں ' پهر بتدریج بڑهتے جاتے هیں - یہاں تک که تین مہینه کي عمر میں گهنٹے گهنٹے بهر تک اڑنے لگتے هیں -

ایک طرح کی نقل و حرکت کے لیے همیشه ایک هي قسم کے اشارے کیے جاتے هیں تا که کبوتر سمجهه سکیں که انسے کیا کہا جا رها هے ؟ کبوتروں کو پنجروں سے نکالنے کے لیے چیخیں ' تالیاں ' اور کمروں کي درمیاني اوٹیں کهڑکهڑائي جاتي هیں واپس بلانے کے لیے کونڈوں میں پاني بهرنے اور زمین پر دانه ڈالنے کے بعد سیٹي بجائي جاتي هے -

(نامه بري کي مشق)

پرواز کے ساتهه ساتهه نامه بري کی مشق بهي شروع کرادي جاتي هے - مسافت کي مقدار بتدریج بڑهتي رهتي هے - فراهمي افواج کي حالت میں کبوتر کسي ایسے مقام پر رکهے جاتے هیں جسمیں اور فوج میں حملے کے وقت سلسلۂ نامۂ و پیام ضرور رهنا چاهیے -

جو مقامات ایسے هیں که بعض ذرائع مراسلت کي بربادي کے بعد کبوتروں کو وهاں رکها جا سکتا هے ' انکے متعلق سلسلۂ تعلیم کا جاري رکهنا ایک منطقي نتیجه هے ' مگر اسکي قسمت میں پابندي نہیں - کیونکه قاعده یه هے که کبوتر ڈهابلیوں کے هر طرف اُڑائے جاتے هیں - بارش ' کہر ' اور برف کے زمانے میں اُڑانے کي کوشش نہیں کي جاتي - جاڑے کے زمانے کو بالکل غیر مناسب سمجها جاتا هے - فروري ' مارچ ' اور اپریل کے مہینے پٹهوں کي نگراني و پرداخت کے لیے وقف هوتے هیں -

عمر کے لحاظ سے کبوتروں کے دو درجے هوتے هیں - پہلے درجے کے کبوتر یا تمام افواج کي کور جسکي عمر ۱۸ مہینے سے لیکے ۸ برس تک هوتي هے ' روزانه اپني ڈهابلي سے اُڑکے وهاں تک جاتے هیں ' جہاں وہ جنگ کے زمانه میں رکهے جائینگے - یه یا تو چهوٹي چهوٹي ٹکڑیوں میں اُڑتے هیں یا کبهي ایک دم سے چهوڑ دیے جاتے هیں ' مگر بهر صورت انمیں سے هر ایک کے کام کا خیال رکها جاتا هے تا که هر کبوتر کي مشق اچهي طرح هوجائے - بعض کبوتر عرصه تک فوجوں کي اجتماع گاهوں میں بند رهتے هیں - نیز ایک زمانے تک کسي خاص راہ پر باقاعده هر روز اُڑائے جاتے هیں -

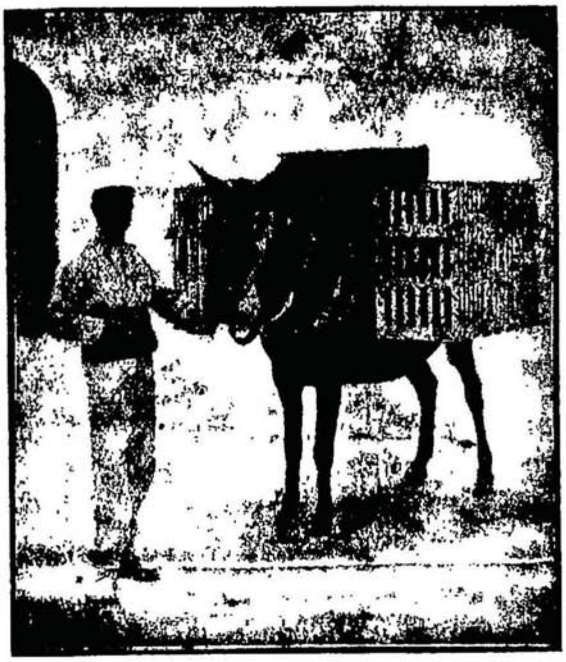

نامه بر کبوتروں کے سفري آشیانے

مسافت کي مقدار پہلے دن ۲۰ کیلومیٹر (ساڑهے ۱۲ میل) هوتي هے - تیسرے دن ۳۰ کیلومیٹر - چهٹے دن ۵۰ کیلومیٹر - چودهویں دن ۸۰ کیلومٹیر - بیسویں دن ۱۳۰ کیلومیٹر - ستائیسویں دن ۲۱۰ کیلومیٹر - اور چونتیسویں دن ۳۰۰ کیلومیٹر کردي جاتي هے -

ایک سال کي عمر کے پٹهوں کو بهي چهه هفتے میں قریبا یہي مشق کرائي جاتي هے - ڈهابلي کے آس پاس چند ابتدائي اڑانوں کے بعد اولاً ۱۰ - کیلومیٹر تک جاتے هیں ' اسکے بعد مسافت بتدریج بڑهتي جاتي هے - یہاں تک که چهٹے هفته کے آخر میں ۲۰۰ کیلومیٹر پورے هوجاتے هیں -

پرواز کي مشق خشکي یا دریا میں ' جس پر کبوتر خانوں کي مقامي حالت اجازت دے ' کرائي جاتي هے - دهوپ کي گرمي کے خیال سے کبوتر بہت هي تڑکے چهوڑے جاتے هیں - موسم سرما میں شرح پرواز ۸۰ سے لیکے ۹۰ میٹر (ڈیڑہ میل) في منٹ هوتی هے - ان مشقوں کے نتائج ' گم شده کبوتر ' دیگر سانحات ' یه سب چیزیں قلمبند هوتي هیں -

چونکه ان مشقوں کا مقصد کبوتروں کو باقاعده نامه بري کي تعلیم دینا هے ' اسلیے انکے ساتهه ایسے خطوط بهي کردیے جاتے هیں جو خاص طور پر اسي غرض سے هلکے اور محفوظ بنائے جاتے هیں تا که بحفاظت و سہولت جا سکیں -

(مراسلات)

مراسلات یا تو تحریری ہوتی ہیں یا عکسی - اول الذکر نہایت باریک کاغذ پر ہوتے ہیں جو ۳ - سے ساڑھے ۴ - انچ تک ہوتا ہے - کاغذ کو بیچ سے موڑ کے پٹی کی طرح اپیٹ دیتے ہیں - لپٹنے کے بعد اسکی ضخامت کولی ڈیڑھ انچ کی ہوتی ہے ' اور ایک سرے کی طرف گاؤ دم ہوتی چلی جاتی ہے -

عکسی مراسلات ۱۱ × ۱۴ انچ کی قلمی تحریروں سے ۱$\frac{1}{2}$ × ۲ کی جھلی پر لیلی جاتی ہیں - عکسی مراسلات جب پہنچتی ہیں تو اس جھلی کو ایک شیشہ کی پلیٹ پر منڈھکے خوردبین (Glass maginfying) سے یا طلسمی لالٹین کے ذریعہ اسکا پرتو ڈالکے پڑھتے ہیں - مشقی مراسلات میں یہ فرمایش ہوتی ہے کہ اس کبوتر کے پکڑنے کی اطلاع فوجی حکام کو دیدی جائے - اسکے علاوہ اس کبوتر کی منزل مقصود ' جتنے کبوتر چھوڑے گئے ہیں انکی تعداد ' انکے سلسلہ وار نمبر ' نیز علم الجو کے متعلق چند عملی نوٹ درج کیے جاتے ہیں -

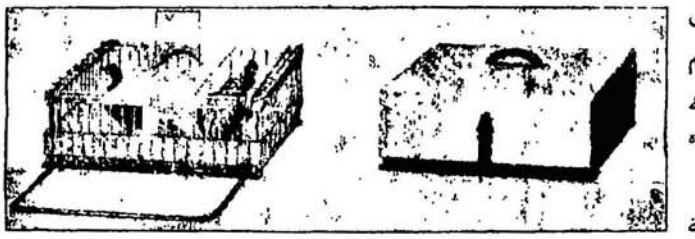

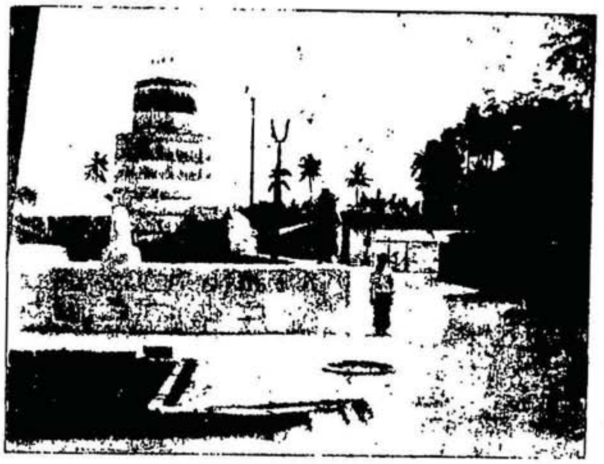

[۱] کبوترونکا سفری آشیانہ - ایک بالکل بند حالت میں دکھلایا گیا ہے اور ایک جالی دار ہے -

[۲] نامہ بر کبوترونکے اترنے کا منارہ نما اسٹیشن -

مراسلات دو قسم کے چونگوں میں بھیجے جاتے ہیں - ایک قسم کا چونگا قاز کے پروں کا ہوتا ہے جسکا طول ڈیڑھ انچ اور قطر آدھ انچ ہوتا ہے -

مراسلات روانہ کرنے والا اپنے بائیں ہاتھ سے کبوتر کو پکڑ کے اسکے سینے کو اپنے سینے سے لگا دیتا ہے اور اسکی دم کے درمیانی پروں میں سے ایک کو علحدہ کرکے اسمیں قاز کا پر ڈالدیتا ہے ' اور بقیہ پر کے دونوں طرف کے ریشوں کو اسطرح دبا دیتا ہے کہ جب مراسلۃ نکال لی جاتی ہے تو پھر اپنی اصلی حالت میں آجاتے ہیں - اسکے بعد اس پر کی ڈنڈی کے اندر جو خول ہوتا ہے اسمیں مراسلت ڈالکے دیا سلائی کے تنکے سے بند کردی جاتی ہے -

دوسری صورت یہ ہے کہ الیومینیم کا ایک چونگا کبوتر کی ٹانگ میں باندھدیتے ہیں ' اور مراسلت ایک دوسرے چھوٹے چونگے میں رکھکے اس بڑے چونگے کے اندر ڈالدیتے ہیں -

ہر فوجی نامہ بر کبوتر پر بعض خاص نشانات ہوتے ہیں جن سے وہ فوراً پہچان لیا جاتا ہے - بائیں پیر میں الیومونیم کا ایک حلقہ ہوتا ہے ' جس پر تاریخ ' کبوتر خانے کا پتہ ' اور نمبر شمار منقش ہوتا ہے - یہی نقوش مع حرف "ن" یا "م" کے بغرض اظہار جنس اسکے بازو پر بھی چھپے ہوتے ہیں - اسکے علاوہ اجتماع گاہ افواج اور کبوتر کی جنس کا علم اس رنگین مصنوعی ہاتھی دانت (Celluloid) کے حلقہ سے بھی ہو جاتا ہے ' جو کبوتر کے دہنے پیر میں ہوتا ہے - یہ حلقے بٹی ہولی رسی کی طرح بنائے جاتے ہیں اور نئی تاروں کے ان میں بل دیے جاتے ہیں - ڈھائی بل نر کی اور ڈیڑھ بل مادہ کی علامت قرار دیگی ہے - اسکے علاوہ سیاہ ' سفید ' نیلا ' سرخ ' زرد ' سبز ' بنفشی کے سات طرح کے رنگ لگے ہوتے ہیں ' جن سے مختلف اطراف کی علامتوں کا کام لیا جاتا ہے -

(اسباب و وسایل)

طریق تربیت کے اس مختصر خاکے کی تکمیل کے لیے یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ان مادی سامانوں کو بھی بیان کردیا جائے ' جو فرانس کے فوجی کبوتروں کی تربیت میں استعمال کیے جاتے ہیں - اسمیں نامہ بری کا سامان مع کابکوں کے سامان کے شامل ہے -

چونکہ کبوتروں کو صرف چند مقررہ گھنٹوں ہی میں خانوں سے نکالا جاتا ہے ' اسلیے ہر حصہ (کمپا ٹمنٹ) کے دروازے پر خاص داخلہ کے پنجرے رکھے رہتے ہیں - یہ پنجرے اس طرح کے بنے ہوتے ہیں کہ کبوتر اندر جا تو آسانی سے سکتا ہے مگر نکل نہیں سکتا -

پنجرے عموماً ۲ انچ اونچے ' ۲۳ انچ لمبے ' ۲۸ انچ گہرے ہوتے ہیں - انکے پہلو آہنی تیلیوں کے ہوتے ہیں جن میں ڈیڑھ ڈیڑھ انچ باہم فصل ہوتا ہے - اوپر آہنی جال ہوتا ہے جسکا ہر حلقہ ۵ - ۴ انچ کا ہوتا ہے - یہ گنجایش ایسی ہے کہ اندر جانے کے لیے تو کافی ہے مگر باہر نکلنے کے لیے بالکل نا کافی ہے - سامنے کا بالائی حصہ بالکل دونوں پہلوؤں کی طرح ہوتا ہے مگر زیریں حصہ بدنما تاروں کے ایک متحرک چوکھٹے سے بند کردیا جاتا ہے - یہ چوکھٹا ایک قلابہ میں جھولتا رہتا ہے جو اس چوکھٹے کی بالائی سلاخ میں جڑا ہوتا ہے ' اور زیریں سلاخ اسطرح بنی ہوتی ہے کہ اس بدنما تاروں کے چوکھٹے کو اندر جانے دیتی ہے مگر باہر آنے نہیں دیتی - جب کبوتر واپس آتے ہیں تو پنجرے کے سامنے والے تختے پر بیٹھکے اس چوکھٹے کو دھکیلتے ہوے اندر چلے جاتے ہیں - جب نکلنا ہوتا ہے تو دور سے کھڑکی اٹھا دیتے ہیں -

وہ تختہ جس پر کبوتر آکے بیٹھتے ہیں ' اسلیے لمبا بنایا گیا ہے تاکہ بچونکو اپنے خانے کا راستہ ملنے میں سہولت ہو -

وہ آشیانے جنمیں بیٹھکے مادہ انڈے سیتی ہے ' بالائی خانوں میں بنائے جاتے ہیں - ہر خانے میں دو آشیانے ہوتے ہیں کیونکہ پہلی جھول کے بچوں کے نکلنے کے بعد سے تین ہفتے کے اندر (یعنے قبل اسکے کہ بچے خود دانا چگنے کے قابل ہو جائیں) جوڑے دوسری جھول کے انڈے دیدیتے ہیں ان خانوں کا بالائی حصہ اسطرح بنایا جاتا ہے کہ کبوتروں کے لیے ایک روش سی نکل آتی ہے - سامنے کا حصہ لکڑی کی ہلکی جالی سے بند ہوتا ہے جو آشیانے کی صفائی کے وقت آسانی سے ہٹا لی جاتی ہے -

کبوتروں کو ایک مقام سے دوسرے مقام پر موٹی موٹی سلاخوں کے پنجروں میں لیجاتے ہیں - جب اڑنے کے لیے چھوڑنا ہوتا ہے تو اس چور دروازے کو کھولدیتے ہیں جو پنجرے کے اوپر ہوتا ہے - یہ پنجرے تین مختلف پیمانوں کے ہوتے ہیں ' جنمیں علی الترتیب ۲۵ سے ۳۰ ' ۱۲ سے ۱۷ ' اور ۴ سے ۶ کبوتر تک آسکتے ہیں - پنجرے یا تو ریل کی گاڑیوں میں جاتے ہیں یا خچر پر رکھکر لیجاتے ہیں

فوجی حکام جہاں تک ہوسکتا ہے نامہ بر کبوتروں کی پرورش کی حوصلہ افزائی کرتے رہتے ہیں - فرانس کے ملکی (سول)

افسروں میں بہت سے لوگوں کے پاس کبوتر خانے ہیں جنمیں بہت سے تربیت یافته نامه بر کبوتر ہیں ' اور جو براہ راست صیغۂ جنگ کي نگراني میں داخل ہیں -

فرانس کے نامه بر کبوتروں کو سرکاري طور پر تعلیم دینے کي تاریخ سنه ۱۸۷۰ کي جنگ جرمني و فرانس سے شروع ہوتي ہے - گو اسوقت ان مسکین پرندوں کي تربیت بہت ہي معمولي ہوئي تھي ' مگر انھوں نے ایسے عجیب و غریب کام انجام دیے که اب آیندہ جنگ میں انکي اعانت پر پورا پورا اعتماد کیا جاتا ہے

(نامه بر کبوتر اور طیارات)

غالباً عنقریب کبوتر ایروپلین یعني ہوائي جہازوں پر بھي حملہ کرینگے ' اگر چه طیارچیوں کو ان سے طبیعي نفرت ہے کیونکه وہ کبوتروں کو اپنا ایک خطر ناک دشمن سمجھتے ہیں - انکا خیال ہے که ایک تیزرو ایروپلین کي رسي کو پھڑپھڑانے والے کبوتروں سے سخت صدمه پہنچتا ہے اور پرندے کا پروپلر (Propeller) (ہوائي جہاز کے سامنے کا ایک آله) نقص کرنا تو اور بھي خطر ناک ہوگا -

ان امور کے انسداد کے لیے یه تجویز کیا گیا ہے که کبوتروں کو چھوڑتے وقت انکا سر پیچھے کي طرف کرکے کسي اتني لمبي نالي میں سے چھوڑا جاے که جب تک یه حیرت زدہ پرند سنبھلکر اڑنا شروع کرے ' اسوقت تک طیارہ ان سے بہت دور ہوجاے - اس تجویز کا آیندہ موسم سرما میں تجربه کیا جائیگا "

یہاں تک سائنٹفک امریکن کے مقاله نگار کے مضمون کا ترجمه تھا - بہت کم لوگوں کو یه بات معلوم ہوگي که اس وقت تک یورپ کي ایک بڑي حکومت نامه بر کبوتروں کي تعلیم و تربیت کا ایک ایسا با قاعدہ جنگي صیغه رکھتي ہے ' اور جو فرانس اس عہد دخان و برق میں اپنے ہوائي طیارات سے شہرت حاصل کرچکا ہے. وہ ان قدرتي اڑنے والے نامه بروں کي طرف سے بھي غافل نہیں ہے ' اور بہتر سے بہتر ہوائي جہاز بھي اسے کبوتروں سے بے نیاز نه کرسکے ہیں !

اسکے بعد ہم نامه بر کبوتروںکي تاریخ گذشته کي طرف متوجه ہونگے ' اور علي الخصوص اسلامي عہد کي ترقیات و انتظامات کا تذکرہ کرینگے - کیونکه یه فن بھي مسلمانوں کے عہد عروج کا کچھه کم ممنون نہیں ہے -

روزانـه الهــلال

چونکه ابھي شائع نہیں ہوا ہے ' اسلیے بذریعه ہفته وار مشتہر کیا جاتا ہے که ایمبرائیڈري یعني سوزني کام کے گل دار پلنگ پوش ' میز پوش ' خوان پوش ' پردے ' کامدار چوغے ' کرتے ' رفلي پارچات ' شال ' الوان ' چادریں ' لوئیاں ' نقاشي مینا کاري کا سامان ' مشک ' زعفران ' سلاجیت ' ممیرہ - جدوار ' زیرہ ' گل بنفشه وغیرہ وغیرہ ہم سے طلب کریں - فہرست مفت ارسال کي جاتي ہے - (دي کشمیر کواپریٹیو سوسائٹي - سري نگر - کشمیر)

عالم اسلامی

یورپ و امریکه اور مذہب بہائیه

موجودہ رئیس البہائیه کا سفر ہند !

جبکه انگلستان اور امریکه میں تبلیغ اسلام کي تحریک از سر نو شروع ہوئي ہے اور توفیق الہي نے اسکے لیے غیر متوقع وسائل بہم پہنچا دیے ہیں ' تو یه بات یقیناً قابل توجه سمجھا جایگا که موجودہ صدي کا ایک نیا ایراني نزاد مذہب جو برسوں سے اپني خاموش اور بے صدا دعوۃ کو مشرق و مغرب میں پھیلانے کیلیے غیر معمولي جد وجہد کر رہا ہے اور جسکے تفصیلي حالات سے ایران کے باہر بہت کم دلچسپي لي گئي ہے ' امریکه کي جدت پسندي اور تلاش مذہب سے فائدہ اٹھاکر وہاں بہت کامیاب ہوا ہے ' اور اب انگلستان میں بھي اپني دعوۃ کي تحریک کا سامان کر رہا ہے -

یعنے محمد علي باب کي موسسه اور شیخ بہاء الله کي ترقي دادہ بہائي تحریک جسکي ابتدا تو ادعاء مہدیة سے ہوئي ہو لیکن اب وہ ایک بالکل مستقل اور مدعي تجدید شریعت و کتاب مذہب ہے ' اور ایران کے علاوہ بھي اسکے پیروؤں کي اچھي تعداد ہندوستان ' برما ' مصر ' کردستان ' امریکه ' بغداد ' اور عراق عجم میں موجود ہے !

ابھي چند ہفتوں کي بات ہے که ایک امریکن بہائي لیڈي نے ہندوستان کا سفر کیا تھا تاکه بہائي مذہب کي تبلیغ کو تقویت پہنچاے اور عرصے تک کلکته میں مقیم رہي تھي - ولایت کي تازہ ڈاک سے معلوم ہوتا ہے که شیخ عباس افندي یعني موجود رئیس بہائیه عنقریب ہندوستان آنے والا ہے -

مسز اسٹینرڈ : ایک امریکن بہائي داعیه

حال میں ہم سے ایک صاحب علم بزرگ نے مذہب بہائي کي تاریخ و عقائد کے متعلق استفسار کیا ہے - اسکا تفصیلي جواب "اسئله و اجوبتہا" کے سلسلے میں لکھنا چاہتے تھے لیکن واقعۂ ایلاء نے کئي ہفتوں سے تمام توجہات کو روک لي ہے ' اسلیے دیگر سوالات کي طرف متوجه ہونے کا موقعه نہیں ملا - ہمارے پاس اس مذہب کي صحیح تاریخ اور تمام عقائد و مختصات و تغیرات کا بہترین مواد عرصے سے موجود ہے ' اور متعدد مشاہیر علماء بہائیه سے بمبئي کے قیام میں نہایت مفصل صحبتیں رہچکي ہیں - بہائي عقائد و اصول کي کتابیں عرصه تک بالکل قلمي تھیں اور اجنبیوں کیلیے انکا دیکھنا تقریباً محال تھا - پھر بغداد و عکه اور مصر و امریکه میں بعض بعض طبع ہوئیں ' لیکن اکثر بھي اجنبیوں میں تقسیم نہیں کیا گیا اور سواے " مقالۂ سیاح " وغیرہ کتب دعوۃ و تبلیغ کے اصل

شیخ عبد البہا عباس آفندي

موجودہ رئیس البہائیہ جو عنقریب ہندوستان آنے والے ہیں ۔

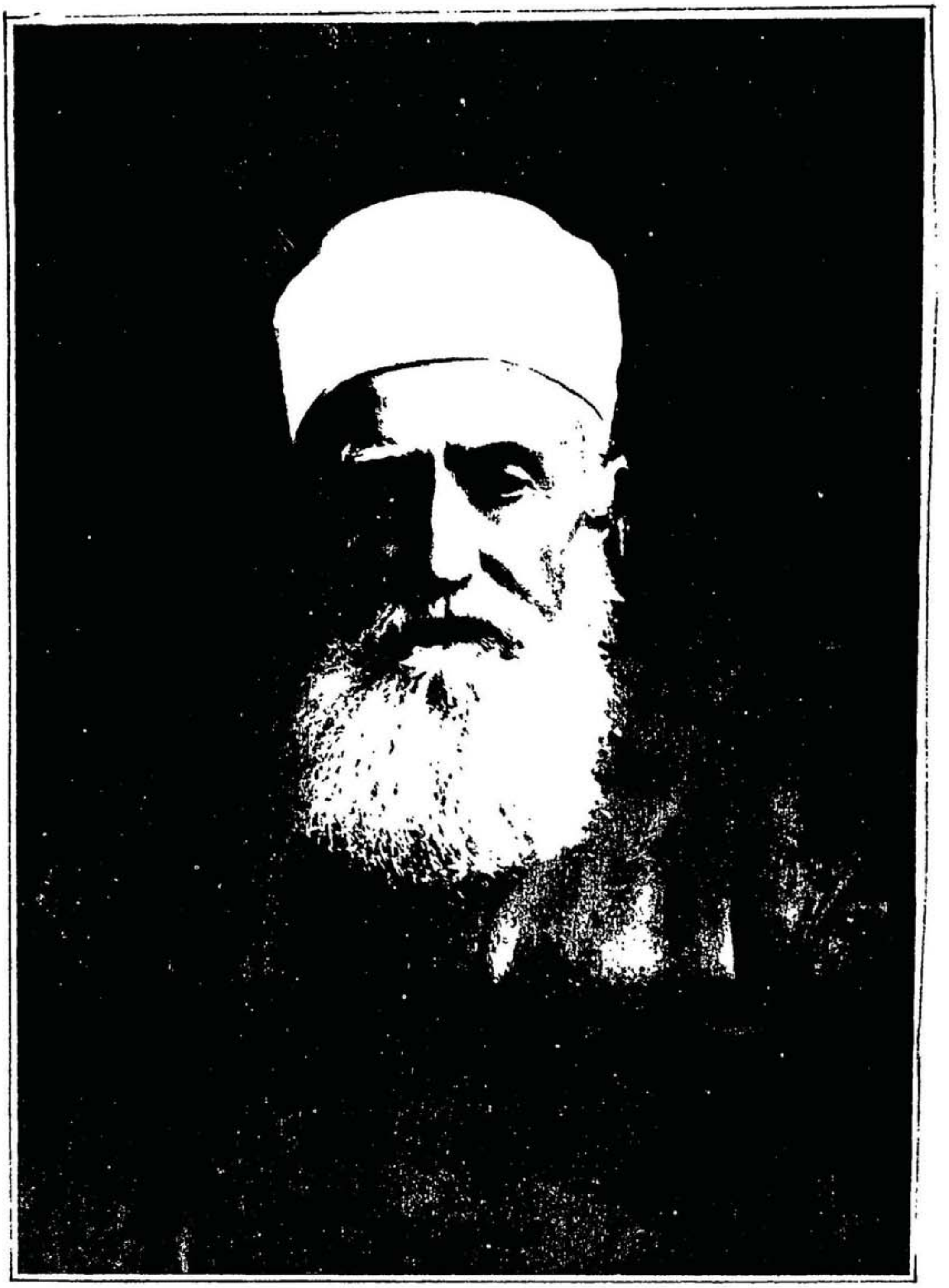

اصول و عقائد اور تاریخ و روائح کي کتابیں صرف بہائي حلقہ ہي میں محدود رہیں - علی الخصوص کتاب " البیان " جو محمد علي باب نے بطور ایک الہامی کتاب کے پیش کي تھي ' اور جسے اب بہائیہ منسوخ قرار دیتے ہیں ' اور کتاب " اقدس " جو شیخ بہاء الله نے پیش کي تھي اور جو اب مذہب بہائي کا اصل الاصول اور کتاب وحي آسماني ہے ' نیز عبادات و اعمال کے رسائل ' باہمي مشاجرات و مخاصمات کي مصنفات ' بہاء الله اور صبح ازل کے مناظرات ' وغیرہ وغیرہ صرف مشاہیر علماء بہائیہ ہي کے پاس رہتي تھیں ' اور عوام بہائیہ کو بھي سواے کتب احکام و عقائد کے اصلي ذخیرہ بہت کم دیا جاتا تھا -

لیکن ہمارے پاس یہ تمام ذخیرہ موجود ہے - کتاب " البیان " اور " اقدس " اور کتاب الصلواۃ وغیرہ قلمي ہیں جنکي نقل بمشکل حاصل کي تھي - انکے علاوہ تیس چالیس چھوٹے بڑے مطبوعہ رسالے بھی ہیں جنسے تمام اصلي اور اندروني حالات پر روشني پڑتي ہے -

پچھلے دنوں غالباً چند کرد و ایراني بہائیوں نے قاہرہ میں ایک عمدہ پریس جاري کیا ہے جسکا نام مطبع " کردستان العلمیہ " ہے - اس پریس میں بھي متعدد کتابیں نئي طبع ہوي ہیں - ازانجملہ موجودہ رئیس بہائیہ شیخ عباس آفندي کے عربي و فارسي رسائل و خطوط ہیں جو مختلف سوالات کے جواب میں لکھے گئے تھے - اسکا قلمي نسخہ بعض بہائي دعاۃ کے پاس پہلے دیکھ چکا ہوں - اب چھپنے کي وجہ سے بآساني ہاتھ آگئي ہے -

اسي طرح " گب سیریز " میں مسٹر ادورڈ براون نے " تاریخ بہائیہ " شائع کرکے جو در اصل " مقالۂ سیاح " کا اصلي نسخہ ہے اسکي ابتدائي تحریک و ظہور کي پوشیدہ تاریخ بھي شائع کردي ہے -

پس ایک نہایت مفصل اور دلچسپ مضمون مذہب بہائي کي تاریخ پر لکھا جا سکتا ہے - بشرطیکہ لکھنے کي مہلت ملے ۔

* * *

شئون عثمانیه

سلطان عبد الحمید نے میرزا یحیی کا شاني ملقب به " صبح ازل " کو ایڈریا نوپل میں اور بهاء الله کو عکه میں رکها تها - یہي عکه بهائي مذهب کا موجوده مرکز هے - شیخ بهاء الله کے بعد اسکا بڑا لڑکا " عباس افندي " جانشیں هوا - وہ ایک صاحب علم' وسیع المعلومات ' اور نہایت فصیح و بلیغ شخص هے -

دستوري حکومت کے اعلان تک رئیس بہالیه کو عکه سے باهر نکلنے کي اجازت نه تهي - اعلان مشروطه کے بعد آزادي دیدي گئي - اس وقت سے ابتک شیخ عباس نے متعدد سفر کیے هیں ' پہلے مصر گیا - پهر امریکه کا سفر کیا جہاں کئي هزار امریکن بهائي موجود هیں اور متعدد شہروں میں انهوں نے اپني مذهبي سوسائٹي (بیت العدل) قائم کر رکهي هے -

پچهلے دنوں وہ انگلستان آیا اور متعدد صحبتیں تحریک و دعوة کي منعقد کي گئیں - مگر اس بارے میں انگلستان اور امریکه بالکل مختلف آبادیاں هیں - یہاں مذهبي تحریکیں اس قسم کي سیاحتوں سے قائم نہیں هوسکتیں - تاهم بعض اخبارات میں ایک نئے ایراني مذهب کا ذکر کیا گیا ' بعض رسائل نے اپنے نامه نگاروں کو تحقیق عقائد کیلیے بهیجا ' بعض نے انکي اور انکے امریکن اور ایراني ساتهیوں کي تصویریں شائع کیں - غرضکه کچهه نه کچهه چرچا هوگیا -

متعدد امریکن عورتیں انکے همراه تهیں جو بهائي هوگئي هیں - انهي میں سے ایک نوجوان داعیه حال میں کلکته آئي تهي -

خیال کیا جاتا هے که شیخ عباس آفندي اب هندوستان کے سفر کا اراده کر رهے هیں جو تمام دنیا میں مسلمانوں کا سب سے بڑا مرکز هے اور جہاں گذشته بیس پچیس سال سے بهائي داعي متصل مگر بالکل خاموش کام کر رهے هیں - غالباً وہ عنقریب سیلون و برما هوکر هندوستان پہنچیں -

مقامي معاصر " هندو پیٹریٹ " نے شیخ عباس اور انکے ساتهیوں کي تصویریں بضمن سفر انگلستان و تذکرۂ داعیۂ امریکه شائع کي هیں - هم نے انکے بلاک اشاعت کیلیے منگوا لیے تهے جو آجکي اشاعت میں درج " الهلال " کرتے هیں -

ان میں پہلي تصویر ایک امریکن بهائیه کي هے - اسکا نام مسز استے نرو هے - وہ شیکاگو (امریکه) میں بهائي هوئي اور پهر تکمیل و تربیت کي غرض سے پانچ سال تک عکه میں مقیم رهي - پچهلے سال بهائي مذهب پر لکچر دینے کیلیے اس نے مصر کا سفر کیا اور وهاں سے گذشته دسمبر میں بمبئي پہنچي - بمبئي میں کچهه دنوں رهکر کرانچي آئي اور کانگریس کے اجلاس میں شریک هوئي - وهاں سے مدراس گئي اور مدراس سے کلکته آئي

بهائي مذهب کے داعي جس سرگرمي اور سکوت و سکون کے ساتهه کام کرتے هیں ' اسمیں همارے لیے بڑي هي عبرت و بصیرت هے - رنگون ' بمبئي ' کلکته ' اور مدراس میں ایک بڑي تعداد هندوستاني بهائیوں کي موجود هیں جنهیں میں بخوبی جانتا هوں ' لیکن آجتک نه تو اخبارات میں انکا کبهي تذکره هوا اور نه عام طور پر لوگوں کو حالت معلوم هے !

دولت عثمانیه کي موجوده مالي حالت

قرض اور آمدني

کسي سلطنت کے عام حالات پر اسکي مالي حالت کا بهت بڑا اثر پڑتا هے - خصوصاً دولة عثمانیه که یورپ کے ضغط و فشار اور اسکي عجز و درماندگی کي اصلي وجه اسکي مالي حالت هی هے - اسلیے ضروري هے که جب آپ دولة عثمانیه پر نظر عام ڈالتے هوے اسکي مشکلات پر غور کریں' تو اسکي مقروضیت کي وسعت اور اسکي آمدني کي قلت کو بهي پوري تفصیل کے ساتهه پیش نظر رکهلیں-

دولة عثمانیه پر یورپ کے جسقدر قرض هیں' انکي دو قسمیں کي گئي هیں:

(۱) وہ جو کسي نظام و آئین کے ماتحت هیں -

(۲) جو اس قید و بند سے آزاد هیں -

پهر منتظم اور با قاعده قرضوں کي بهي ۳ - محرم کے اتفاق (اگریمنٹ) کي رو سے دو قسمیں هیں -

(۱) وہ جو صیغه قرضه هاے عام یعني (صندوق الدین) کے ذریعه سے ادا هونگے -

(۲) وہ جو دولة عثمانیه نے کسي اجنبي بنک سے اس شرط پر لیے هیں که وہ خود براہ راست ادا کردیگي -

وزیر مال نے اپنے صیغه کي جو رپورٹ سب سے آخر میں شائع کي هے' اس سے معلوم هوتا هے که آخر فروري سنه ۱۹۱۱ع تک دونوں طرح کے باقاعده قرض حسب ذیل تهے :

" دولة عثمانیه نے یورپ سے جو قرض اس شرط پر لیے تهے که وہ صیغه قرضهاے عام یا صندوق الدین کے ذریعه سے ادا هونگے' انکي مجموعي تعداد ۹,۱۳,۵۶,۳۲۸ عثماني پونڈ هے - یه صیغه جسوقت سے قائم هوا هے اسوقت سے لیکر سنه ۱۹۱۱ع تک اس رقم میں سے کچهه اوپر نو ملین ادا هوچکے هیں - اب عثماني خزانه کے ذمه ۸۲ ملین ۱۰ هزار ۳ سو ۵۰ ملین پونڈ باقي هیں - (ایک ترکي پونڈ ۱۲ - روپیه کا هوتا هے)

اصلي قرض میں ۵,۷۹,۰۸,۳۲۰ پونڈ کي وہ رقم بهي هے' جسکا شمار ان قرضوں میں هے جو ریلوے کي آمدني سے ادا هونگے - اسکا سود ۴ فیصدي هے' اور یه ۳ محرم کے اتفاق میں منظور بهي هوچکا هے - اسکے علاوه باقي ۲,۳۴,۴۸,۰۰۸ پونڈ میں مندرجۂ ذیل رقمیں شامل هیں : سنه ۱۸۹۰ ' ۱۹۰۳ ' ۱۹۰۴ ' اور ۱۹۰۵ کے قرض جنکا سود ۴ فیصدي هے - وہ رقمیں جو دوباره سنه ۱۹۰۵ع اور سنه ۱۹۰۸ع میں بغداد ریلوے کي ضمانت پر لي گئي هیں - انکا سود بهي ۴ فیصدي هے - سنه ۱۸۹۶ع کا قرض جسکا سود ۵ فیصدي هے -

دولة عثمانیه نے یورپ کے بنکوں سے جو قرض اس شرط پر لیے تهے که وہ خود براہ راست ادا کردیگي' انکي مجموعي تعداد ۴,۸۵,۹۴,۵۲۴ عثماني پونڈ هے - جسمیں سے آخر فروري سنه ۱۹۱۱ع تک قریباً ۴ ملین پونڈ ادا هوچکے هیں' اور ۴,۴۶,۰۸,۸۷۲ پونڈ ابهي عثماني خزانه کے ذمه واجب الادا هے -

اس رقم ميں مختلف قسم کے قرض شامل هيں- ۲۱,۴۸,۲۱,۸۶۰ پونڈ كي رقم ۱,۸۵۵ اور ۱۸۹۱ کے قرضوں كي هے جسكا سود ۴ فيصدي هے - ايک رقم سنه ۱۸۹۴ کے قرض كي هے جسكا سود ساڑهے تين فيصدي هے - ان قرضوں كي ادائگي مصر کے خراج سے هوتي هے -

يه ايک قسم کے قرض تهے - دوسري قسم کے قرضوں كي تعداد ۴۴,۷۲,۳۱۳ پونڈ هے - اسميں مندرجهٔ ذيل قرض شامل هيں:

اجارہ تمباکو كي کمپني کا قرض جو سنه ۱۸۹۳ع ميں ۴ فيصدي پر لياگيا هے - ريلوے کمپني کا قرض جو سنه ۱۹۹۳ع ميں ۵ فيصدي پر ليا گيا هے - صومه بندرمه ريلوے کمپني کا قرض جو سنه ۱۹۱۱ع ميں ۴ فيصدي پر ليا گيا هے - ان قرضوں كي ادائگي بعض مقررہ مالي معاهدوں سے هوتي هے -

قرض كي تيسري قسم جنگي کے قرض هيں - انكي مقدار ۲,۲۶,۴۰,۰۲۴ پونڈ هے - اسميں سنه ۱۹۰۲ اور ۱۹۰۹ کے قرض اور سنه ۱۹۱۱ع کے قرض كي پهلي قسط بهي شامل هے - ان تينوں كي شرح سود ۴ فيصدي هے - انكي ادائگي خود حکومت کو براہ راست کرنا پڑتي هے -

اس تفصيل سے معلوم هوگيا هوگا که آخر فروري سنه ۱۹۱۱ع تک دولة عثمانيه کے عام قرضوں كي کل مقدار ۲,۹۱,۲۲,۴۲,۹۱۱ فرانک تهي (ايک فرانک دس آنه کا هوتا هے) جسميں سے اسوقت تک ۳۰۱,۰۲۶,۶۸۵ فرانک ادا هوچکے هيں' اور ۲,۶۰,۵۶,۱۶,۲۲۶ فرانک دولة عثمانيه کے ذمه باقي هيں -

ليکن اسکے بعد هي دولة عثمانيه دو شديد هولناک جنگوں ميں گرفتار هوگئي' - علی الخصوص جنگ بلقان ميں اسے سخت زيرباري هوئي اور قرض بجاے کم هونے کے اور بڑهگيا - چنانچه جنگ بلقان اور ادرنه کے واپس لينے سے قبل (آخر جون سنه ۱۹۱۳ع ميں) وزيرمال نے اعلان کيا تها که اسوقت دولة عثمانيه کے ذمه قرضهاے عام كي مقدار ۱۳,۰۲,۵۴,۴۵۷ عثماني پونڈ يعني ۲,۹۹,۵۸,۵۲,۵۱۱ فرانک هوگئی هے -

اسوقت قسطنطنيه اور يورپ ميں عثماني رعايا كي تعداد ۱۸۰۰۰۰۰ لاکهه هے - ايشيا مين جن ممالک پر دولة عثمانيه عثماني افسروں کے ذريعے حکومت کررهي هے' انكي آبادي ۱۹۱۰۰۰۰۰ هے - اگر يه قرض تمام عثماني رعايا پر تقسيم کيے جائيں تو هر شخص کے ذمه ۱۴۳ فرانک پڑينگے -

ليکن پيرس ميں جو موتمر مال منعقد هونے والی هے' اسميں ان قرضوں کا ايک حصه ضرور رياستهاے بلقان سے ليا جائيگا - اگر يورپ نے انتهائي تعصب سے کام نه ليا تو اميد هے که اس بار کا جسقدر حصه رياستهاے بلقان کے ذمه کيا جائيگا' اسکي مقدار قريباً ۴۶۹۰۰۰۰۰۰ فرانک هوئي - اسکے بعد دولة عثمانيه کے ذمه ۲۵۰۰۰۰۰۰۰۰ فرانک اور کچهه کسور رهجائينگے' جنميں غير منتظم قرضوں کے شامل کرنے کے بعد (آخر جون سنه ۱۹۱۳ ع تک) دولة عثمانيه كي کل رقم ۳,۶۸,۱۶,۴۱۷ عثماني پونڈ هوگي - اس ميں وہ قرض بهي شامل هيں جو مختلف بنکوں سے ليے گئے اور اب اس آخري فرانسيسي قرض سے ادا کيے جائينگے -

---

آپ کے الهلال کا ميں کيا زمانه شيفته و مفتوں هے - خدا کرے اس مقدس پرچه كي اشاعت هر شهرو قصبه ميں کافي و وافي هو جائے :

ناوک نے تيرے صيد نه چهوڑا زمانے ميں
تڑپے هے مرغ قبله نما آشيانے ميں

براہ کرم مندرجه ذيل تين خريداروں کے نام وی پی بهيجکر ممنون فرمائيں -

فقير حقير شاہ محمد چندا حسيني چشتي نامي کرہ پور شاہ پور - حيدر آباد -

بريد فرنگ

تلخيص و اقتباس

اسد پاشا كي گرفتاري کے متعلق تازہ انگريزي ڈاک ميں تفصيلات آگئي هيں مگر بيانات باهم مختلف هيں - معلوم نهيں هوتا که دونوں وزارتوں سے اسد پاشا کا استعفا شهزادہ ويڈ كي ملاقات کا نتيجه هے يا محافظ فوج ميں اضافه هوے کا؟ بهر حال هوا يه که تپچ جندرمه (جنگي پوليس) کے افسر اعلی نے اسد پاشا کو حکم ديا که اپني فوج کو منتشر کرکے هتيار حوالے کردے - اس نے انکار کيا - بيان کيا جاتا هے که اسکے بعد اسد پاشا كي فوج نے آتشباري شروع کردي تهي جسکا جواب اس فوجي توپخانه نے ديا جو پہلے سے بنظر احتياط موقع (پوزيشن) پر رکهديا گيا تها - مگر اسکے بعد اسد پاشا نے صلح کا سفيد جهنڈا بلند کرديا -

ايک مشترکه فوج اسد پاشا کے گهر كي طرف بڑهي اور گرفتار کرکے آسٹريا هنگري کے ايک کروزر پر لے آئي - يهاں سے وہ ايک اطالي دخاني جهاز پر سوار کرکے برنڈزي بهيجديا گيا -

اسد پاشا نے ايک اعلان پر دستخط کرديے هيں' جسکا مطلب يه هے که وہ البانيا کے معاملات ميں شهزادہ ويد کے بغير اجازت دخل نديگا ؛

...

ايپرس ميں دول كي مداخلت کامياب ثابت هوئي - البانيا پر قبضه کے متعلق بين الملي کميشن اور ايپرس كي عارضي حکومت کے درميان کارفو ميں ايک اتفاق هوا هے - اسکا خلاصه يه هے که ملک دو انتظامي ضلعوں (کواٹرز) ميں تقسيم کرديا جاے جو واليوں (Prefect) کے ماتحت هوں جسقدر يوناني مذهبي و غير مذهبي عمارات هيں' وہ سب بدستور قائم رهيں - عام مدارس کے ابتدائي تين درجوں ميں تعليمي زبان البانی اور يوناني' دونوں هوں - اسيطرح مقامي' انتظامي' اور قانوني کارروائيوں ميں بهي يوناني زبان البانی زبان کے پهلو به پهلو رهني جائے - اهل ايپرس سے هتيار نه ليے جائيں - جندرمه (جنگي پوليس) کے ليے اشخاص وهيں سے فراهم ليے جائيں - اس جندرمه كي خدمات کسي دوسري جگه کے ليے صرف اسي وقت لي جا سکيں گي جبکه کسي بڑي طاقت سے مقابله كي صورت پيش آجاے اور اسکا فيصله بين الملي کميشن کريگا - يهي کميشن تنظيم و ادارۂ داخلي اور نئي حکومت کے قيام کا بهی ذمه دار هوگا - آخر ميں يه هے که اهل ايپرس کو عام معافی ديجاليگي -

......

گذشته مئي کے دوسرے هفته ميں بلغاري ايوان شوری کے اندر نهايت گرم صحبتيں رهيں - موضوع بحث يه تها که بلغاريا کے اخرين مصائب اور نامراديوں کے ليے گوشف اور دينف كي وزارتيں کهاں تک ذمه دار هيں ؟ اعضاء (ممبرس) نے اپني اپني جماعتوں کے خيالات بيان کيے بالاخر هنگامهٔ مباحثه و مناقشه کا خاتمه اس پر هوا که تمام مختلف جماعتوں نے بلغاريا كي تقويت اور اسکے ليے متحدہ سعي و کوشش کو اپنا نصب العين قرار ديا' اور باهمي مناقشات کو مخالفت تک پهنچانے سے باز آگئے -

...

اس سلسلے ميں اس حقيقت کا بهي انکشاف هوگيا جو الهلال اس سے بهت پہلے لکهه چکا هے' جبکه جنگ بلقان جاري تهي' اور بلغاري فتح مندیوں كي خبروں نے دنيا کو حيران بنا ديا تها - هم نے لکها تها که جنگ لولي برغاس کے بعد هي بلغاري قوت کا خاتمه

هو گیا هے اور صرف اسي لیے بلغاریا اور اسکے حامي بیقرار هیں که آینده بغیر مزید جنگ کے خط اینوس میڈیا هي پر صلح طے هو جالے اور اسی مقصد کیلیے کامل پاشا کو دول یورپ نے طیار کیا تھا -

---

ڈیلي پولي کے ایک دولتمند مهاجن اور گملجینا کے مبعوث (ڈیپوٹي) قسطنطین هاجي کیلشوف نامي نے بلغاري پارلیمنٹ میں بیان کیا که بلغاري فوج کے مرکز اعلیٰ (هیڈ کوارٹر) نے خود اسکو خط اینوس و میڈیا کي منظوري کے لیے قسطنطنیه بهیجنا چاها تھا ' اور اس کے لیے کامل پاشا بالکل تیار تھا - اپنے بیان کی توضیح و توثیق کے لیے اس نے چند تار پڑھکر سنائے - پهلا تار ڈینف کا تھا ' جسمیں گوشف سے کها تھا که خط اینوس میڈیا کي بابت کامل پاشا سے گفتگو کرنے کے لیے یه شخص جاتا هے - اسکے لیے مجلس کي منظوری حاصل کرو - اسکے جواب میں گوشف نے لکھا که مجلس کسي خاص وفد کے قسطنطنیه بهیجنے کي ضرورت نهیں سمجھتي - اسکے بعد ۲۹ نومبر کو شاه فرڈیننڈ نے تار دیا که قسطنطین کیلشوف کے متعلق صدر مجلس کي تجویز سے بالکل اتفاق کرتا هوں - نیز فوري کار روائي کي هدایت کرتا هوں - اسکے جواب میں گوشف نے لکھا که " مجلس اس فیصله کن وقت پر اپني سنگین ذمه داري سے با خبر هے " گوشف نے اس تار میں یه بهي لکھا تھا : " آپ مجوزه مقصد کے متعلق وزیر مال کو تار دیں - قسطنطنیه میں بلغاریوں کو آنے کي اجازت نهیں - کیلشوف کا شخصي طور پر جانا نا ممکن هے - انهیں وکیل خاص بنا نا هوگا "

مگر قدرت الهي نے عین وقت پر اپني نیرنگي دکھلائي - کامل پاشا کي وزارت کا خاتمه هوا ' اور انور بے نے باب عالي کا مقفل هال فتح کرلیا - نتیجه یه نکلا که بلغاریا کو بالاخر روز بد دیکھنا پڑا اور مع اپنے اعوان و انصار یورپ کے اپني تمام امیدوں میں ناکام و خاسر رهي !

روس نے تبریز سے ۱۸ - ویں پیاده پلٹن اور دو توپخانوں کے بریگیڈوں کو قفقاز سے واپس بلا لیا هے - روسي اخبارات اس واقعه کو بهت اچھال رهے هیں - ایک مقتدر اخبار لکھتا هے که غالباً اب اس بیچیني میں سکون پیدا هوجائیگا ' جس کے متعلق کها جاتا هے که شمال ایران پر روس کے مسلسل فوجي قبضه کي وجه سے انگلستان میں محسوس کی جا رهي هے - اس سے پهلے بهي کئي بار روسي فوج واپس جا چکی هے مگر پهر اسي جگه تازه دم فوج آگئي - سوال یه هے که ایونکر یقین کیا جاسکتا هے که اب اس فوج کی جگه نئي فوج نه آلیگي ؟

بقول تفلس کے ایک نیم سرکاري جرنل کے ' اسوقت شمالي ایران میں ۱۲۴۰۰۰ روسی محافظ فوج موجود هے !

لندن میں علوم و السنۂ شرقیه کے مطالعه و اشاعت کیلیے جو مدرسه قائم هونے والا هے ' اسکے متعلق نیر ایسٹ میں ایک اپیل شائع هوئي هے جسپر چند مشاهیر انگلستان کے دستخط هیں - اس سے معلوم هوتا هے که لنڈن انسٹي ٹیوشن کي عمارت (جسکي قیمت ایک لاکھه پونڈ هے) قواعد پارلیمنٹ کي رو سے اسکے لیے حاصل کرلي گئي هے - ضروري ترمیم و تغیر کے لیے حکومت نے ۲۰ هزار سے ۲۵ هزار پونڈ تک دینے کا وعده بهي کیا هے - یه مدرسه لندن یونیورسیٹی کے متعلق هوگا - مشرق اور افریقه کي اهم زبانیں (جنهیں ۸۰ کرور انسان بولتے هیں) انکی تعلیم پر ۱۴ هزار پونڈ سالانه صرف کیا جائیگا - اسکے مقابله میں اسوقت برلن میں ۱۰ هزار پونڈ اور پیرس میں ۸ هزار پونڈ سالانه صرف هو رها هے - حکومت انگلستان ۴ هزار پونڈ سالانه اور حکومت هند ۱۲۵۰ پونڈ سالانه دیگي - بقیه روپیے کے لیے قوم سے اپیل کي گئي هے -

تاریخ حیات اسلامیه

مسئلۂ قیام الهلال

قاعده هے که جس چیز کي ابتدا هوتي هے اُسکي انتها بهي لازمي هے ' پس اگر الهلال اپني دعوة اسلامي کي ابتدائي منزل طے کرچکا هے تو انتها کا ابهي سوال باقي هے -

صداقت الهي کي راه میں سخت سے سخت مشکلات کا مقابله کرنا پڑتا هے ' مگر مستقل طور سے اُن مشکلونکا سامنا وهي شخص کرسکتا هے جو حق و صداقت کي مظلومیت اور دین الهي کي بیکسي و غربت پر از سرتا پا پیکر اضطراب اور تصویر التهاب بن جالے ' اور جو اپنے دلمیں کچھه اسطرح کا درد اور ٹیس رکھتا هو جسطرح که سانپ کا کاٹا اور اژدهے کا ڈسا هوا مریض تڑپ سے لوٹتا اور کراهتا هے -

الحمد لله که یه سب کچھه الهلال میں پایا جاتا هے اور صرف الهلال هي میں - مگر مولانا ! جناب کیلیے خاکسار کا مشوره ایسا هي هوگا جیسے آفتاب اور ذره کي مثال - وه اسلامي نسل کے سچے اور شیدائي اور غیر معمولي افراد ' جو الهلال پر اپني جان و مال تصدق کرنے کیلیے آماده هیں ' کیوں نهیں اونکي مخلصانه خدمات قبول کي جاتي هیں ؟ اگر سب نهیں تو اسیقدر سهي جس سے الهلال کا مالي مسله حل هوجائے - جناب نے متعدد مخلصین کے مني آرڈر واپس کیے ' رجسٹریاں لوٹا دیں ' اور درخواستیں نا منظور کیں ' جنکا حال مجهے معلوم هے ' حتیٰ که وه لوگ جنهوں نے ریل کي مسافرت میں جناب سے درخواستیں کیں که همارے نام بهي الهلال جاري کردیجیے ' عمداً انکے نام جاري نهیں کیا گیا - آخر کیوں اسکا سبب ؟

کیا وه عطیات جناب اپنے لیے ' یا اپنے اخراجات کیلیے تصور فرماتے هیں ؟ یا اُنکے قبول کرنے میں کسي قسم کي بد نامي اور کسر شان هے ؟ میرے خیال میں هر اعانت پیش کرنیوالا نه تو جناب کي مدد کرنا چاهتا هے اور نه الهلال کي ' بلکه اپني محبت دیني و جوش ملي اور ایثار قلبي کا اظهار کرکے اسلام کي مدد کرنا چاهتا هے جسکو آپ ایسا نهیں کرنے دیتے - غالباً جناب میري اس جرات کو لطف و کرم کي نظر سے دیکھینگے ' اگر میں بالفاظ دیگر یه کهوں که آپ اُن همدردان ملت کو اس ثواب عظیم سے محروم رکھکر اور اُنکے نه رکنے والے جوش قلبي کو روک کر خدمت اسلام و مسلمین میں حائل هوتے هیں -

الهلال کے دو هزار نئے خریدار پیدا هوجانے پر بهي اسکے مالي مسئلہ کے تسلي نهیں هوئي ' البته بهت ممکن هے که یه خریدار دائمي نهو سکیں بلکه عارضي هوں - اسواسطے استدعا هے که جناب علاوه دو هزار نئے خریدار پیدا هو جانیکے اگر ناظرین و معاونین الهلال کي دوسرے طریقه سے توسیع الهلال کي خدمات قبول فرما لیں تو یه تمام مسلمانوں پر احسان هوگا !

بلاشک ' الهلال اول دن هي سے غیورانه خاموشي کے نقصانات برداشت کرتا رها هے ' اور گدایانه طلب و سوال کے انعامات پر اُن نقصانات کو ترجیح دیتا رها هے ' لیکن تابکے ؟ آخر اِسکي کوئي حد بهي هے ؟ جبکه نقصانات بهي حد برداشت و تحمل سے افزوں هونگے هوں ؟ ناظرین و معاونین الهلال سے بهي التجا هے که آینده جولائي سے پیشتر هي الهلال کے قیام کیلیے کوئي ایسي شکل اختیار کریں جس سے الهلال کا مالي مسله ایک عرصه دراز تک کیلیے حل هوجالے - ورنه هدایت الهي کي یه روشنی

جو هم گم گشتگان بادیه گمراهي کي صحیح رهنمائي کررهي هے مبادا کهیں هماري نظرونسے گم هو جاے ' اور پهر هم اس ظلمت کده میں روشني کیلیے اسطرح محتاجونکي طرح بهٹکتے هوے پهریں ' جسکے تصور هي سے دل خائف هیں -

عنقریب چند خریدارونکے پتے ارسال خدمت کرونگا ' مگر میرے خیال میں یه کوئي ایسي امداد نهوگي - جس امداد کي منظوري کیلیے جناب سے هم امید وار هیں - اسپر توجه هو !

نیاز کیش

(حافظ) امام الدین اکبر آبادي - خریدار نمبر ۳۸۵۷

(۲)

حضرة الاعز المحترم -

آپ کیوں هم لوگوں سے اسقدر بیزار هوگئے هیں که همارے رنج و الم کا آپکو احساس تک نہیں رها ؟ یه خبر که الهلال ' محبوب و محترم الهلال ' اپني مالي مجبوریوں کي وجه سے (جو اگر ایک میعاد معینه کے اندر پوري نهوئیں تو خدا نخواسته بند کردیا جائیگا) کیا همارے دلوں کو زخمي کرنیکے لیے نا کافي تهیں ' جو آپنے اون باتوں کا اظهار شروع کردیا جو اوس حادثه جانکاه کے وقوع کے بعد پیش آنے والي هیں ؟ یعني یه که " خریداران اخبار کے چندوں کا کیا حشر هوگا ؟ " خدا کے لیے یه باتیں لکهه لکهه کر فدائیان الهلال کے مجروح دلوں پر نمک پاشي نه فرمائیے اور اونپر رحم کیجیے - آپنے خدا جانے کیونکر سمجهه لیا هے که الهلال کو جو کام کرنا تها وه کرچکا اور اب اسکي ضرورت باقي نہیں هے ؟ اسکو تو اون سے پوچهنا چاهیے جو اسکي ضرورت کو محسوس کرتے هیں - کیا آپکو اس سے انکار هے که ضروریات زمانه کیطرف متوجه کرنے والا اور مختلف الخیال اشخاص کو ایک مرکز پر لاکر اونسے ضروریات دیني و دنیوي کا انصرام کرانے والا یهي ایک رساله هے - اگر اپکے نزدیک مسلمانوں کي دیني و دنیوي ' سوشیل و پولیٹکل ضرورتیں درجۂ تکمیل کو پهونچ چکیں اور کوئي مزید احتیاج باقي نہیں رهي تو بسم الله ' کل کے بدلے الهلال کو آج هي بند کر دیجیے - چشم ما روشن - اور اگر ایسا نہیں هے تو خدا کے لیے اس اراده سے باز رهیے اور مسلمانوں پر رحم فرمایے - میں کهتا هوں که آپ جس مدت تک اوسکي ضرورت سمجهتے تهے اب اوسکے بعد هم اوسکي ضرورت پہلے سے زیاده محسوس کرتے هیں - سب سے اهم سوال جو اس رنجده خیال کا باعث هوا هے ' وه اسکی مالي حالت هے - بے شک توسیع اشاعت کي ضرورت هے ' اور آپ کهانتک نقصان برداشت کر سکتے هیں - لیکن میں نہیں سمجهتا که آپ کیوں ضد پر قائم هیں که قیمت میں اضافه نه کیا جاے - نئے خریدار پیدا کرنے سے یه زیاده آسان هے که قیمت میں قدرے اضافه کردیا جاے - جو لوگ الهلال کے خریدار اور شایق هیں وه معمولي اخبارون کے خریدار جیسے نہیں هیں - افسوس هے که آپ کو اس کا علم نہیں ' اگر علم هے تو عمداً اغماض کرتے هیں - میں تو یقین کے ساتهه سمجهتا هوں که خریداروں میں سے هر هر فرد دو روپیه سالانه الهلال پر نثار کرنے کو اپنا فرض نہیں بلکه سعادت سمجهے گا اگر آپ اس کا چنده بجاے ۸ - روپیه کے ۱۰ روپیه سالانه کردینگے - اس سے قبل بهي میں لکهه چکا هوں اور دیگر حضرات نے بهي یهي استدعا کي تهي که ایسا کیا جاے لیکن معلوم نہیں اسپر توسیع اشاعت کو کیوں ترجیح دیجاتي هے ؟ اسمیں آپکي ذاتي منفعت کو دخل نہیں هے جسکي وجه سے آپ متامل هیں ' بلکه میں تو یهانتک عرض کرنیکي جرات کرتا هوں که خدا نخواسته کیا آپ کا کانشنس آپکو اجازت دیتا هے که آپ همارے منافع کو صرف اس وجه سے پا مال کردیں که اونسے ایک شائبه آپکي نسبت سوء ظن کا نکلتا هے ؟ یه مسئله الهلال کے بنا وقیام کا هے جسمیں سب مسلمان شریک هیں - زیاده سے زیاده آپ یه کیجیے که ایک قسم ۸ - روپیه کي بهي رهنے دیجیے اور جو صاحب ۸ - روپیه سے زیاده کا بار نه اوٹها سکیں وه اس درجه میں رهیں اور کاغذ کي قسم میں تخفیف کرکے اوسکي کمي پوري کر دیجیے مگر لله بند کرنے کا خیال بهي دل میں نه لائیے - میں آپسے باادب درخواست کرتا هوں که میرے اس معروضه کو الهلال میں چهاپ دیجیے جس سے میري یه غرض هے که دیگر خریداران اخبار بهي اسپر توجه فرمائیں اور اس باره میں جو اُنکي راے هو اوس سے بذریعه اخبار مطلع کریں ' نیز اپني بات پر اڑ جانے والے اور اپني ضد سے نه هٹنے والے مولانا سے استدعا کیجاے که وه توسیع خریداري پر زور دینے کي جگهه قیمت کي بیشي کو منظور فرمالیں -

والسلام - آپکا ادنی خادم

غلام حسن از امروهه

۹

تین بزرگوں کے نام الهلال بذریعه وي پي کے ارسال فرمادیں - مزید کوشش جاري هے - تابعدار بنده محمد امین خریدار نمبر ۹۱۴ -

رُخِ گلگُوں کو بچایئے !

قدرتی حسن کیا ہے ؟ ایک احسان ہے - جسکا بہترین پیرایۂ شکر گذاری اسکی نگہداشت ہے - سرد ممالک کی مرطوب آب و ہوا مانع نہو - تو نہو لیکن ہندوستان جیسے گرم ملک میں مروجہ پومیڈیا اسپرٹ میں حل کئے ہوئے رنگوں کا استعمال گلگوں رخساروں کے لئے جسقدر مضر ہوگا اس کا اندازہ آپ خود ہی فرمالیں -

تاج گلگونۂ عنبر - ہر قسم کی اسپرٹ - چربی اور رنگ کی آمیزش سے پاک ہے - اور یہی وجہ ہے کہ تھوڑے ہی زمانہ استعمال میں یہ انسانی چہرہ میں ملاحت - بالوں میں ملائمیت اور چمک - جلد میں ایک فطرتی مہک پیدا کردیتا ہے - اور مروجہ پومیڈ کی شیشی سے ڈیوڑھی مقدار میں - خوبصورت لیبل لگی ہوئی شیشی میں محفوظ ہے - قیمت فی شیشی پانچ آنہ (۵/)

تمام بڑے بڑے سوداگروں سے یا براہ راست کارخانہ سے طلب کیجئے

ایجنٹوں کی ضرورت ہے

تیار کردہ

دی تاج مینوفیکچری (بمبئی و دہلی) صدر دفتر دہلی

خانہ زادِ چمن !

جس طرح نسیم سحری کا پہلا جھوکا - موج بوئے گل سے ہم آغوش ہوکر ایک عالم کو مست الست کر دیتا ہے بعینہ اسی طرح تاج بخور عنبر کی تموجی حرکت مشام دماغ کو مسحور کرکے انسان کو از خود رفتہ کردیتی ہے - اور اُسے نہیں معلوم ہوتا کہ خود صحن چمن میں ہے - یا چمن ہی کسی کیمیائی قوت سے صحن دماغ میں منتقل ہوگیا ہے

اگر سنگھار میز کی دستکاریاں قدرتی حسن میں رعنائی اور ناز انداز اضافہ کرتی ہیں تو بلا مبالغہ تاج بخور عنبر کی شگوفہ کاری ایک ہی دیا سلائی سے سمند ناز پر تازیانہ بجاتی ہے *

ایک اونس کے خوبصورت بکس میں جو مہینوں کو کافی ہے قیمت ۴/

تمام بڑے بڑے دوکانداروں سے یا براہ راست کارخانہ سے طلب کیجئے

ایجنٹوں کی ضرورت ہے

تیار کردہ

دی تاج مینوفیکچری (بمبئی و دہلی) صدر دفتر دہلی

بہشتی قطرے !

ہندوستان کے باغ جنت کے چیدہ اور تازہ پھولوں کی روح مجلس کے لئے کشت زعفران ایک نئی وضع کے نازک اور خوشنما شیشیوں میں سنہری ٹیوب کے اندر رکھی ہوئی تین نایاب خوشبوئیں ہیں - اور جو نہ صرف عطر پرستوں ہی کی محبوب ہیں - بلکہ ہر طبقہ کے باذاق اور نازک دماغ اصحاب حکما - اطبا - ایڈیٹرز - مشاہیر واکابر انکو قدسیان ارم کا تحفہ سمجھتے ہیں *

تاج قطرۂ تسنیم فی شیشی ایک ڈرام ۱۲/

تاج روح شمیم فی شیشی ایک ڈرام ۱۲/

تاج موج نسیم فی شیشی ایک ڈرام ۱۲/ علاوہ خرچہ پیکنگ و محصول ڈاک

تمام بڑے بڑے دوکانداروں سے یا براہ راست کارخانہ سے طلب کیجئے

ایجنٹوں کی ضرورت ہے

تیار کردہ

دی تاج مینوفیکچری (بمبئی و دہلی) صدر دفتر دہلی